YOUTH PARLIAMENT PAKISTAN
DEBATES

OFFICIAL REPORT
Wednesday, August 05, 2009

CONTENTS

		Pages
1.	Recitation from the Holy Quran..	1
2.	Leave of Absence………………………………………………...	2
3.	Resolution Re: Petroleum Development Levy Ordinance…..….	3
4.	Resolution Re: Two Nation Theory …………………………	23

Printed and Published by Pildat, Islamabad.

YOUTH PARLIAMENT PAKISTAN
DEBATES

The Youth Parliament of Pakistan met in the Margala Hotel, Islamabad, on 05th August, 2009 at forty five minutes past nine in the morning with Mr. Speaker (Mr. Wazir Ahmed Jogazi) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اَعُوْذُبِاللهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ □ لَا تَاْخُذُهٗ □ سِنَةٌ وَّلَا
نَوْمٌ □ لَهٗ □ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ □ مَنْ ذَا
الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ □ اِلَّا بِاِذْنِهٖ □□ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ
وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ □ اِلَّا بِمَا
شَآءَ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَا يَــُٔـوْدُهٗ □
حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ۔

ترجمہ: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں زندہ ہےسب کا تھامنے والا نہ اس کی اونگھ دبا سکتی ہے نہ نیند آسمانوں اور زمین میں جو کچھ بھی ہے سب اسی کا ہے ایسا کون ہے جو اس کی اجازت کے سوا اس کے ہاں سفارش کر سکے مخلوقات کے تمام حاضر اور غائب حالات کو جانتا ہے اور وہ سب اس کی معلومات میں سےکسی چیز کا احاطہ نہیں کر سکتے مگر جتنا کہ وہ چاہے اس کی کرسی نے سب آسمانوں اور زمین کو اپنے اندر لے رکھا ہے اور اللہ کو ان دونوں کی حفاظت کچھ گراں نہیں گزرتی اور وہی سب سےبرتر عظمت والا ہے۔ سورۃ البقرہ(آیت255)

Leave of Absence

Mr. Speaker: Mrs. Ahmed Noor and Usman Ali have requested for leave for the entire session. Do you accept their leave?

(Leave was granted)

Mr. Speaker: Miss Hira Batool Rizvi, please move the resolution.

Mr. Prime Minister: Point of order.

جناب سپیکر: جی۔

جناب وزیر اعظم: جناب! مس حرا بتول رضوی تھوڑی دیر تک آئیں گی۔ ان کی جگہ میں resolution پیش کر رہا ہوں۔

Sir, on behalf of Miss Hira Batool Rizvi, I Ahmed Ali Baber is moving this resolution.

"This House is of the opinion that the government of Pakistan should exercise its jurisdiction to examine the legitimacy of the petroleum development levy ordinance. As it violates the rights of the citizens to life, liberty, safety and social justice".

Miss Hira Batool Rizvi will tell the details of this resolution.

Mr. Speaker: Please.

Miss Hira Batool Rizvi: Thank you Mr. Speaker. Before I would like to talk upon this resolution, it has a background.
میں چاہوں گی کہ اس کو مد نظر رکھتے ہوئے ہم اس پر بات کریں۔
Petroleum Development Levy ایک Ordinance تھا جو 1961 میں
promulgate ہوا تھا اور اس کا ایسا کوئی مقصد نہیں تھا۔ کوئی bill نہیں
تھا، جس کے ذریعے یہ pass ہوا تھا اور since 1961, its been imposed
on the general public اور petroleum sector میں کوئی development
نہیں ہو رہی تھی اس لیے موجودہ بجٹ میں
petroleum development levy was changed by the Carbon tax. Now the Carbon tax, which the Finance Ministry said would take the country out of bankruptcy. The Carbon tax has the following purpose world wide. I will tell what the purpose is. The Carbon tax is to protect the environment by mitigating ambitions of Carbon dioxide and thereby to resist time it changed. It can be implemented by taxing on the burning of the fossil fuels. The Carbon tax deals just with the fossil fuels but what has been

happening, what the world and what Pakistan has been seeing actually is that the burning of the fossil fuels and this tam. In the name of this tax the fuel prices has been fluctuating rapidly since the implementation of the Carbon tax. What happened on the 8th of July was that the Supreme Court issued an order against the Carbon tax putting the Carbon tax on hold.

As soon as this was done, unfortunately the president of Pakistan replaces this Carbon tax right the next and in fact in the middle of the night at 12 a.m. by the Petroleum Development Levy. It was sound that the petroleum development levy was just the different name for carbon tax itself because under this the petroleum prices of all the products and POL prices were just the same and there was no change. It was actually a different name for the Carbon tax. Then the environment ministry came into its work and every other ministry got up because the carbon tax basically is not to bring the country out of the bankruptcy actually. It is just to protect the environment from the carbon dioxide formed by the burning by the fossil fuels. This was not being done and Supreme Court had an order against carbon tax as well as the petroleum development levy which the Supreme Court passed and the decision under the Supreme Court and it is kept on hold.

The problem we the youth parliamentarians, I would like to get lime light is that the PDL ordinance should not be accepted. Through this point we are telling the country that this is not in the favour of the country the petroleum development levy as well as the carbon tax because the tax is collected through these methods. There is no check and balance on the money that comes in and certainly it is not helping the environment at all. That is why we have reservations against it and as the House will argue against it. We are totally against such taxes and such ordinances. I hope that the Supreme Court will give an order against this. Thank you very much.

جناب سپیکر: جناب عبداللہ لغاری صاحب۔

جناب عبداللہ لغاری: یہ ایک بہت اچھی resolution move ہوئی ہے کیونکہ اب ایسے issues پر بات کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ حکومت جس طرف focus کرنے کا اشارہ کر رہی ہے، وہ عوام کے لیے انتہائی خطرناک ہے۔ جیسا کہ انہوں نےبات کی کہ تاریخ میں

ترقی یافتہ ممالک برطانیہ، فن لینڈ، ناروے اور امریکہ یہ سارے ممالک اس کو practice کر رہے ہیں۔ اب سوال اٹھتا ہے کہ کیا پاکستان per capita income کے حوالے سے ان کے برابر ہے کہ ہم یہ ٹیکس دینے کی اپنے اندر سکت رکھتے ہوں۔ آپ پٹرولیم سے کھربوں روپے کمانے کے بعد اگر اب بھی کاربن ٹیکس کی صورت میں کوئی ٹیکس لگائیں گے تو کیا یہ لوگوں کو relief فراہم کرنے کا ذریعہ ہے یا نہیں۔ دوسرا یہ کہ جب کاربن ٹیکس لگتا ہے کہ تو اس کی definition یہ ہے کہ وہ environment protection کے لیے خرچ کیا جائے گا لیکن یہاں پر چونکہ credibility کے حوالے سے حکومت پر کچھ doubts پائے جاتے ہیں تو اس صورتحال میں جہاں عوام پہلے ہی معاشی بحران کا شکار ہے، جہاں پر لوگوں کی per capita income کی صورتحال ہر کوئی جانتا ہے کہ وہ غربت کی حد سے بھی نیچے جا چکی ہے، وہاں پر اس طرح کے ٹیکس لگانا ایک نیا chaos create کرنے کے برابر ہے۔ جب صدر زرداری صاحب نے کہا کہ کاربن ٹیکس budget deficit پورا کرنے کے لیے اور دہشت گردی کی جنگ کے لیے لگائیں گے تو بات سمجھ نہیں آتی۔ اس سے بہتر ہے کہ دہشت گردی ٹیکس لگا دیں یا کوئی اور ٹیکس تجویز کر لیں، عوام وہ بھی دے گی کیونکہ اس کی مجبوری ہے لیکن اگر آپ نے کاربن ٹیکس کے نام پر اس کو exploit کرنا ہے اور لوگوں کی رائے کے خلاف جانا ہے تو ظاہر ہے اس کا negative affect ہو گا۔ ہماری economyکے جو حالات ہیں، وہ لوگوں کے سامنے ہے اور پھر آپ پٹرولیم پر اتنا زبردست ٹیکس لگاتے ہیں، گیس آپ کے ملک سے نکل رہی ہے، اس پر ٹیکس لگا رہے ہیں، یہاں پر جب کہ production ہے، اس کے باوجود ٹیکس بڑھایا جا رہا ہے، یہ بہت عجیب بات ہے۔ یہ resolution ایک اچھا point highlight کر رہا ہے اور جیسے debate move ہو گی تو ہم چاہیں گے کہ ان کی طرف سے اس حوالے سے مزید clarification سامنے آئے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: سید وقاص علی کوثر صاحب۔

سید وقاص علی کوثر: جناب سپیکر! شکریہ۔ ایک نہایت ہی اچھی resolution پیش کی گئی۔ میں اس حوالے سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ شروع میں جو petroleum development levy ordinance promulgate کیا گیا، پہلی بات یہ ہے کہ اس پر کاربن ٹیکس کی بات ہوئی تو سپریم کورٹ نے اس پر action لیا اور پھر ایک عجیب بات یہ سامنے آئی کے اس کو رات کے پچھلے پہر development کا نام کاٹ کر surcharge کر

دیا گیا۔ اگر آپ یہ move کر رہے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ جو ٹیکس لیں گے it should be incorporated with the development of the country. آپ پٹرول کے ذخائر کو نکالنے کے لیے اور گیس کے لیے کام کریں گے لیکن جب بجٹ پیش ہوا تو اس میں ایسی کوئی planning نہیں تھی اور افسوس کا مقام یہ ہے کہ اسی چیز کو ہماری اپوزیشن اور حکومت نے متفقہ طور پر منظور کیا ہے۔ یہ انتہائی قابل مذمت بات ہے کہ پارلیمنٹ کے اندر تو آپ اس کو منظور کرتے ہیں اور باہر آ کر اس سے انحراف کیا جو انتہائی غلط بات ہے۔

میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ Constitution کا article 37 which ensures the promotion of social justice then 38 says about the promotion and economic wellbeing of people of Pakistan. بات یہ ہے کہ آج جیسا کہ ممبران نے بیان کیا کہ پاکستان کی economic condition and per capita income اتنی down ہے، پاکستان دنیا کا شاید واحد ملک ہے جس نے presumption پر بجٹ بنایا۔ صدر صاحب کے مشیر کہتے ہیں کہ ہم نے 8.82 billion dollars کا deficit پورا کرنا ہے تو بات یہ ہے کہ دنیا کا کون سا قانون ہے جو یہ کہتا ہے کہ آپ assumption پر بجٹ بنائیں کہ ہمیں اتنے پیسے ملیں گے تو ہم یہ کام کریں گے۔ دنیا میں جتنی چادر ہوتی ہے، اتنا ہی پاؤں پھیلایا جاتا ہے۔ ہم کس دنیا میں رہ رہے ہیں کہ ہمیں World Bank سے اتنے ڈالر مل جائیں گے اور فلاں سے اتنے مل جائیں گے، اس assumption پر بجٹ بنا رہے ہیں تو بات یہ کہ اگر آپ حکومت کے خرچے کم نہیں کر سکتے، آج ایک وزیر یا MNA کا per day خرچہ ایک لاکھ روپے ہے تو اس میں عوام کا کوئی قصور نہیں ہے۔ ساٹھ سال سے عوام یہی جھیلتی رہی ہے، عوام پر آپ نے پہلے ہی بہت سے ٹیکس لگائے ہوئے ہیں۔ بہتری اس میں ہے کہ اس کو کم کیا جائے۔ جب international market میں prices بڑھتی ہیں تو حکومت بھی قیمتیں بڑھا دیتی ہے لیکن جب کم ہوتی ہیں تو اس کا فائدہ عوام کو نہیں پہنچتا۔ میں اس resolution کو strongly favour کرنے کے ساتھ یہ کہوں گا کہ حکومت کی کئی منسٹریاں ہیں، ان کی monthly, yearly progress دیکھ لیں which is almost equal to zero. یہ ایک fact ہے۔ آپ منسٹریوں کی تعداد کم کریں اور جو فوج ظفر موج وزرا کی رکھی ہوئی ہے، اس کو کم کریں، small government چلائیں جو effective ہو گی، جو service

delivery پر believe کرتی ہو اور عوام کو زیادہ سے زیادہ relief دیں ورنہ عوام اس کو مزید برداشت نہیں کر سکتی۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: جناب نشاط کاظمی صاحب۔

Mr. Nishat Kazmi: Thank you very much honourable speaker. I certainly appreciate the resolution which has been moved from the treasury benches. I think there are always principles and on those principles, policies are made in order to get results which are beneficial for the people of any country. Unfortunately were made based on some very just principles but they were failed to deliver any results as has been annunciated by members from both sides. This ordinance and the appropriate taxes which have been imposed in the history of the country have failed to achieve any results and have never contributed in the wider spectrum in most parts of the country. There are very exceptions, precedents even in the judicial history of Pakistan where we see that these cases and ordinances may have brought any fruitful results. So I agree with members of both parties and like to support this resolution in a very strong way and believe that the recommendation need to be sent to the government that alternative measures could be adopted in order to strengthen the climate regime rather than imposing taxes on the people. Thank you.

Mr. Speaker: Thank you. Mr. Sufyan.

جناب محمد سفیان: شکریہ جناب سپیکر۔ میں بھی اس resolution کو welcome کروں گا اور کہوں گا کہ petroleum development levy or carbon tax دونوں کیوں لگتے ہیں؟ مغربی ممالک میں کاربن ٹیکس اس لیے لگتا ہے کہ carbon missions کو cut کرنے کے لیے spend کیا جائے۔ Highbred cars بنائی جائیں اور electric cars بنائی جائیں تا کہ carbon missions کم ہوں۔ ہمارے ملک میں کاربن ٹیکس تو لگتا ہے لیکن مجھے نہیں پتہ کہ اس ملک میں electric cars بن رہی ہیں یا کبھی بنیں گی، highbred cars تو کچھ ہوں گی۔ یہ صرف tax generation کا طریقہ ہے جو unfair ہے۔ اگر آپ نے ٹیکس لینا ہے تو at least do not lie with the people, you can simply that we are dismal short of the budget یا ہمیں اتنے revenue کی ضرورت ہے، اس لیے ہم یہ ٹیکس لے رہے ہیں۔ آپ نے سپریم کورٹ کا فیصلہ آنے کے اگلے دن ہی راتوں رات ایک نیا ٹیکس لگا دیا تو یہ

کرتا ہے۔ سارا ملک سپریم کورٹ کے فیصلےnegative feeling create
سے خوش تھا اور زرداری صاحب کا غالباً شوق ہے کہ وہ اپنا image
بہتر ہوتے نہیں دیکھ سکتے یا ان کی خواہش ہے۔ I don't know what
kind of advisors he have جو ان کو اس طرح عجیب مشورے دیتے ہیں
کہ ہر چیز کا blame direct ان پر آتا ہے۔ Prime Minister could have
done that. کوئی اور کر سکتا تھا اور میں جو بھی پیپلز پارٹی کی ٹیم
ہے، اس پر تنقید کروں گا کہ بی بی ان کو اپنی کسی پارٹی میٹنگ میں
بھی بیٹھنے نہیں دیتی تھی اور یہ جو advices اور پالیسیاں ہیں these
need to be reviewed. شکریہ۔

جناب سپیکر: جناب عامر اعجاز صاحب۔

جناب عامر اعجاز: بہت شکریہ جناب سپیکر۔ میں بات شروع اس طرح کروں گا میرے بہت سے بھائیوں نے یہاں پر points define کر دیے ہیں، میں یہاں پر تھوڑے سے points highlight کرنا چاہوں گا جو ایک lay man کے لیے بہت important ہیں۔ سب سے پہلے تو یہ کہ یہ سپریم کورٹ کا مذاق ہے، عوام کے ساتھ مذاق ہے کہ ایک دن آپ گیارہ روپے پٹرول سستا کرتے ہیں اور اگلے دن بارہ روپے بڑھا دیتے ہیں۔ ایک غریب آدمی جس نے بس پر سفر کرنا ہوتا ہے، وہ اس کی ٹکٹ کس طرح afford کرے گا جب آپ کی transportation cast and fuel cast high ہو گی۔

میں ایک بات یہ بھی کرنا چاہوں گا کہ ہمارے سیاستدان کیوں نہیں کہتے کہ یہ ٹیکس بجٹ کو صحیح کرنے کے لیے نہیں اپنے اکاونٹ بھرنے کے لیے لگاتے ہیں۔ میں ان کا نام نہیں لوں گا آپ سمجھ تو گئے ہوں گے۔ آخر میں یہی کہوں گا کہ بہت بہتر ہوتا اگر fuel prices کم کی جائیں کیونکہ current scenario میں دیکھا جائے تو they are taking at least 25 to 35 rupees of tax per litter on fuel. I think it is very high amount if we compare it with the people that are living in Pakistan. A lot of people are living below poverty line. حکومت کو یہ کوشش کرنی چاہیے کہ عوام کو زیادہ سے زیادہrelief provide کرے تاکہ عوام بھی خوش رہیں اور حکومت اپنا tenure بھی پورا کرے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: جناب ضمیر احمد ملک۔ آپ نہیں بولنا چاہتے؟ شہباز ظہیر صاحب۔

Mr. Shahbaz Zaheer: Thank you honourable Speaker. The resolution, that has been moved, I am definitely in favour of it but I would like to stress upon is that we need to come to a just solution of it. The energy dependence that we have today in Pakistan is 80.1% dependence on oil and gas. What the solutions that we have over is although we all developed countries having carbon tax. They have new policies coming towards global warming but we have to do at present is that we have at an energy dependence from oil and gas to renewable sources. That may be wind, solar, tidal and that is main solution of it. Not coming with the levy tax where the GDP that we have today is way down below. So putting more tax is again already mentioned by Leghari Sahib, that putting more tax on a common man is going to be going against him. So the solution to it is making a move towards alternative source of energy rather than talking about oil and gas or carbon tax where carbon imitation can take place. Thank you very much.

Mr. Speaker: Thank you. Mr. Essam Rehmani Sahib.

جناب ایصام رحمانی: شکریہ جناب سپیکر۔ جناب! سب سے پہلے تو میں تھوڑا سا out of context بتانا چاہوں گا کہ اگر اس decision پر پارلیمنٹ میں بحث ہوتی جس طرح آج ہمارے ہاں ہو رہی ہے تو شاید زیادہ اچھا ہوتا۔ سپریم کورٹ نے جو intervene کیا، میں at personal capacity نہیں سمجھ پایا کہ کیوں کیا۔ حکومت کی پالیسیاں ہوتی ہیں اور پالیسیوں پر پارلیمنٹ میں بحث ہونی چاہیے نہ کہ وہ سپریم کورٹ میں ہوں۔ یہ میرا ذاتی خیال ہے، however, I do support the resolution and I do wanted to be resort. گورنمنٹ یہ argue کررہی ہے کہ they to works to generate revenue اگر آپ taxes سے revenue generate کرتے ہیں تو you are actually generating revenue so that you can provide the people their basic necessities یا ان کے جو بھی issues ہوتے ہیں، آپ ان کو address کر سکیں۔ آپ عوام کا living standard بڑھائیں۔ جب آپ یہ نہیں کر سکتے، basic health services provide نہیں کر سکتے، جب آپ روٹی، کپڑا اور مکان جس کے آپ نے نعرہ لگایا تھا، وہ ہی provide نہیں کر سکتے تو آپ یہ ٹیکس لے کر کیا کریں گے؟ اس سے اچھا یہ کہ آپ ٹیکس یہاں پر رہنے دیں اور عوام کو پٹرول وغیرہ پر جو relief مل رہا ہے، وہ اپنا

living standard on their own بڑھا لیں گے۔ یہ ٹیکس کا logic دیا گیا ہے۔ it does not support it. یہ سمجھ نہیں آیا کہ انہوں نے ٹیکس کیوں لگایا ہے۔ جب حکومت نے ابھی تک عوام کے کچھ کیا ہی نہیں ہے تو ٹیکس سے یہ جو پیسے اکٹھے کریں گے، اس سے بھی یہ عوام کے لیے کچھ نہیں کر پائیں گے۔

I think the tax should be taken off. However if the government justifies that they can do something better with the tax that has been collected, then they have the complete right and authority to formulate the policy which can only be debated in the parliament. The Supreme Court should not intervene in this regard. Thank you.

Mr. Speaker: Thank you. Mr. Prime Minister, Ahmed Ali Babar Sahib.

جناب وزیر اعظم: شکریہ جناب سپیکر۔ مجھے اس بات کی خوشی ہے کہ یہاں پر اس اہم نکتے پر بحث ہوئی ہے جو پاکستان کے ہر شخص کو directly or indirectly affect کرتا ہے۔ جناب سپیکر! یہاں پر جو باتیں ہوئی ہیں ان کا crux یہی ہے کہ پاکستان کے عوام اور حکومت کے درمیان ایک trust deficit ہے، جب تک اس کو پورا نہیں کیا جائے گا تو چاہے آپ petroleum tax or carbon tax یا کسی بھی نام سے لگائیں، عوام اس کو قبول نہیں کریں گے۔ سپریم کورٹ کی مداخلت یا کسی دوسرے ادارے کی مداخلت جیسی حرکات ہوتی رہیں گی۔ مجھے خوشی ہے کہ House کی دونوں sides نے اس کو resolution کوsupport کیا ہے اور pros and cons یہاں پر اٹھائے ہیں تو میرا خیال ہے اس resolution پر ووٹنگ کرائی جائے۔ Thank you Mr. Speaker.

Mr. Speaker: Thank you. Now I put to the resolution to the House. The resolution moved by Hira Batool Rizvi that "this House is of the opinion that the Government of Pakistan should examine the legitimacy of Petroleum Development Levy Ordinance as it violates the rights of the citizens to live, liberty, safety and social justice".

(The resolution was adapted)

Mr. Speaker: Raheel Sher Khan Niazi.

Mr. Raheel Sher Khan Niazi: Thank you Mr. Speaker. I may move the following resolution that "this House may discuss the government strategy regarding the rehabilitation of IDPs

focusing only on short term measures while not throwing any light on long term steps”.

حکومت ابھی تک صرف short term measures کو سامنے رکھ کر کام کر رہی ہے اور جو long term steps پر کوئی خاص کام نہیں کیا جا رہا۔ میں اپنی بات کا آغاز recently ایک prestigious institute کی research کی findings سے کروں گا اور وہ یہ تھی کہ 40% of all post conflict areas revert within a decade. جن علاقوں میں violence پیدا ہوا ہوتا ہے، 40% of those areas revert to violence. پاکستان میں دیکھا جائے تو آرمی نے کہا ہے کہ ہم اس علاقے میں ایک سال تک رہیں گے اور security provide کریں گے۔ حکومت نے بھی کہا ہے کہ ہم وہاں پر invest کریں گے مگر کوئی واضح strategy نہیں بتائی۔ حتیٰ کہ USA کا بھی بیان آیا تھا کہ جس طرح ہم نے پاکستان کو طالبان کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا تھا، اس مرتبہ نہیں چھوڑیں گے۔ اس سلسلے میں آکسفورڈ یونیورسٹی کے استاد نے حال ہی میں ایک publication Wars, Guns and Worst Democracy in Dangerous places میں کہا تھا وہ areas جہاں پر violence ہوا ہو، وہاں پر کس طرح سے دوبارہ امن لایا جا سکتا ہے۔ اس میں زیادہ اس بات پر زور دیا تھا کہ ٹھیک ہے وہاں پر political dialogue بھی ہونا چاہیے لیکن اس کے ساتھ وہاں پر economic stability لانی چاہیے جو ایک اچھا اقدام ثابت ہوتی ہے۔ اس کے ساتھ انہوں نے یہ بھی کہا تھا کہ جو بھی پالیسی اپنائی جائے وہ کم از کم دس سال کے لیے ہو۔ اس سلسلے میں میری بھی تجاویز ہیں۔ میں NWFP یا جہاں پر یہ آپریشن ہو رہا ہے، ان کو میں post conflict area نہیں سمجھتا کیونکہ وہاں پر چھوٹے چھوٹے militants ہیں جو کچھ دنوں کے بعد attack کرتے ہیں۔ ان کی statement بھی سامنے آ جاتی ہے کہ ہم جہاد کریں گے۔ پہلے اس علاقے کو بالکل clear کرنا چاہیے پھر ان پالیسیوں کی طرف جانا چاہیے۔ میری تجویز یہ ہے کہ پچھلے دنوں بونیر میں ایک جرگے نے خود ہی پاکستان آرمی کو درخواست کی تھی کہ آپ آئیں اور ہم جو مقامی لوگ ہیں، ہمیں protect فراہم کریں۔

میرے خیال میں government of Pakistan کو his militant areas میں survey conduct کرنا چاہیے تھا اور ان کی رائے لینی چاہیے تھی اور جہاں لوگ کہتے کہ ہمیں army protection چاہیے، وہاں پر آرمی بھیجنی چاہیے تھی۔ اس سے ہمیں دو فائدے ہوتے۔ ایک یہ کہ

وہاں کے لوگوں کو احساس ہوتا کہ حکومت ہماری بات سن رہی ہے اور ہماری رائے کا احترام کیا جا رہا ہے- Army resources بھی بچ جاتا اور یہ image بھی نہ جاتا کہ Army نے وہ area pre occupy کر لیا ہے بلکہ یہ ہوتا کہ یہ ہمارے کہنے پر آئے ہیں- اس کے بعد ایک decade long policy اپنانی چاہیے- وہاں پر آرمی کو مقامی پولیس کو training کرنا چاہیے- Anti terrorism training دینی چاہیے اور حکومت وہاں پر برائے نام Police Station نہ ہوں بلکہ properly well equipped ہوں اور ان کی آپس میں networking and communication بہت اچھی ہو تاکہ اس پورے علاقے کو وہ monitor کر سکیں- وہاں پر کوئی چھوٹی سی بھی movement ہو تو وہ اس کو cater کر سکیں گے-

پچھلے دنوں رچرڈ ہالبروک نے ایک statement میں کہا تھا کہ there should be culture of cooperation between Afghanistan and Pakistan forces. میرے خیال میں یہ کافی اچھی تجویز ہے اور اگر تعاون ہو تو نقصان نہیں بلکہ فائدہ ہی ہو گا- اس research میں ایک بات یہ بھی کہی گئی تھی کہ security ensure کرنے کے لیے violence hit areas میں security لانے کا اچھا طریقہ ہے creating employment اور اس کا سب سے بہتر ذریعہ یہ ہے کہ آپ construction sector میں invest کریں- اس طرح اگر ہم اپنے NWFP province اور militant areas کا جائزہ لیں تو یہ بات بالکل درست ہے کیونکہ وہاں پر بہت سے سکول اور پل تباہ ہو چکے ہیں اور ہماری اپنی آرمی کی aerial shelling کی وجہ سے بھی گاؤں وغیرہ تباہ ہو چکے ہیں- اگر وہاں construction میں invest کریں تو youth کے لیے employment کے ذریعے generate ہوں گے- جب کسی علاقے کی youth خود کو alienate feel کرتی ہے، اس کو job نہیں ملتی تو وہ frustrate ہوتی ہے اور اگر ہم وہاں پر ان کے لیے employment opportunities create کریں گے تو وہ اس کی security کے لیے اچھا role play کر سکیں گے-

وہاں پر service delivery کے لیے بھی ایسے اقدامات کیے جائیں کہ وہاں پر اچھی service delivery ensure کی جا سکے- اس کے لیے independent authorities بنانی چاہیں جو long term policies بنائیں اور حکومت کے ساتھ مل کر جرگہ، مساجد وغیرہ یا NGOs مل کر یہ فیصلہ کریں کہ service کس طرح deliver کی جائے اور اس میں primary education and health پر focus کیا جائے- اگر ہم حکومت

پاکستان کی پالیسی کو دیکھیں تو وہ صرف یہ ہے one time cash handout of 25000/- rupees to IDPs. ٹھیک ہے یہ رقم ان کو اپنے پیروں پر کھڑا ہونے میں مدد تو دے سکتی ہے مگر ان کے لیے long term source of income نہیں بن سکتی۔ میرے خیال میں حکومت کی جو پالیسی ہے، اس کے آس پاس رہنے کی بجائے long term steps بھی لینے چاہییں۔

میں جو construction sector میں invest کرنے اور service delivery کی بات کی تو اس کے لیے funding کہاں سے ہو گی؟ دیکھا جائے تو major source international donors ہوتے ہیں لیکن اگر ہم دیکھیں کہ جس طرح پہلے بھی international agencies نے funding کی تو پیسے دینے میں بہت دیر کرتے ہیں۔ جیسا کہ میں نے پہلے کہا کہ کسی بھی post conflict area کے لیے پہلے دس سال بہت ضروری ہوتے ہیں لیکن funding agencies پیسے دینے میں اتنا وقت لگا دیتے ہیں کہ دس سال گزر چکے ہوتے ہیں اور وہ علاقے دوبارہ conflict میں جا چکا ہوتا ہے۔ جیسا کہ ابھی UN نے announce کیا تھا کہ انہوں نے ابھی donations receive 43% کی ہیں جو international community نے donate کی تھیں۔ میرے خیال میں اس کی وجہ یہ ہے کہ شاید ہماری حکومت ان کے سامنے ایسی کوئی پالیسی نہیں لا پائی کہ وہ اس پر focus کرتے اور انہیں اس میں کوئی attraction ہوتی کہ وہ invest کرتے۔

دوسرا یہ کہ NGOs وغیرہ کو کام کرنا چاہیے۔ ان کو آپس میں مل کر ایک pool بنا دینا چاہیے اور ان opportunities کے لیے invest کرنا چاہیے۔ Thank you Mr. Speaker.

جناب سپیکر: شکریہ۔ محترمہ ماریہ اسحاق صاحبہ۔

محترمہ ماریہ اسحاق: شکریہ جناب سپیکر۔ ایک بہت اچھا motion پیش کیا گیا ہے اور long term step ضرور لینے چاہییں۔ وہاں پر چند آٹے کی بوریاں، ہزار پنکھے بھیجنے سے یہ مسائل حل نہیں ہوتے۔ جب ہم strategy discuss کرتے ہیں تو حکومت کی کسی چیز میں strategic planning نظر نہیں آ رہی۔ ہم لوگ یہاں پر صرف criticize کرنے کے لیے تو نہیں بیٹھے لیکن ایک بات ہے کہ اصل میں ایک strategy plan کرنا اور implement کرنا، evolution and re-evaluation کی ضرورت ہے نہ کہ چند سکول جو کہ ghost school میں تبدیل ہو گئے ہیں، وہاں پر IDPs کا جگہ دینا۔ یہ سمجھنے کی ضرورت ہے کہ

IDPs پاکستانی بھی ہیں they are those Pakistanis who had homes in Swat, Boner and all those area and they every right to life and liberty to live in this country جن بنیادوں پر اس ملک کی بنیاد رکھی گئی تھی۔ ان بنیادی مسائل کو سمجھنے کی ضرورت ہے اور جب تک ہم ان چھوٹے چھوٹے مسائل کو جو چند سال کے بعد ایک بڑا مسئلہ بن کر ایک dilemma کھڑا کر دیتے ہیں، جب تک ان کے لیے possible solutions نہیں ڈھونڈیں گے تو I don't think that these problems would find a possible solution اور جس طرح کا scenario ہے، نہ ہمارے پاس پیسے ہیں اور نہ کوئی investment کے لیے آ رہا ہے، everything is going down the drain اور جب تک ان چیزوں کو نہیں بدلیں گے اور یہ صرف long term planning سے ہو گا۔ We can only achieve prosperity in the long term by long term objective. یہ نہیں کہ اگر آپ short term کر لیں اور اس کے بعد check and balance system نہیں ہو گا، Local Government کو اس میں اپنا کردار ادا کرنا چاہیے۔ لوگوں کی basic thinking change کرنے کی ضرورت ہے اور یہ چیز بتانے کی ضرورت ہے کہ we are here to live in peace and harmony. شکریہ۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جناب وقار احمد صاحب۔

جناب وقار احمد: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ مجھے یہ کہنا ہے کہ سوات کی long term solution صرف پیسے دینا اور ان کو support کرنا ایک holistic solution اس لیے نہیں ہے کیونکہ سوات کے لوگ غریب نہیں بلکہ financially sound تھے۔ اس کو Switzerland of the east کہتے تھے۔ صرف پیسے، یا آٹے کی بوریاں پہنچا کر یہ مسئلہ حل نہیں ہو گا۔ مسئلہ یہ تھا وہاں پر طالبان کے چند elements گھس آئے، ان کے خلاف کوئی ایکشن نہیں لیا گیا اور بڑھتے گئے۔ پھر conflict شروع ہو گا اور اب سوات کا یہ حال ہے کہ society fabric تباہ ہو چکا ہے۔ اب ان کو بہت توجہ کی ضرورت ہے۔ میرے خیال میں talbanization ایک ایسی آگ ہے جس کا ایندھن frustration, deprivation and lack of government authority ہے۔ اگر سوات کو پاکستان کی federation میں incorporate کرنا ہے تو سب سے پہلے ان areas کو کنٹرول کرنا ہو گا۔ اس کے لیے بڑا طریقہ یہ ہے کہ ہمیں سوات کے لوگوں کے hearts and minds جیتنے ہوں گے، جو انہوں طالبان کے ہاتھوں میں دے دیے تھے، وہ حکومت کو regain کرنا ہوگا۔

اس کے لیے وہاں پر سب بڑی جو disenchantment, disenfranchisement اس وجہ سے ہوئی ہے کیونکہ حکومت میں کرپشن بہت ہے۔ اس وقت جب سوات کے لوگ کیمپوں میں بیٹھےہوئے ہیں، اگران کو اب بھی یہی نظر آیا تو وہ بالکل ہاتھ سے نکل جائیں گے۔ ہمیں سب سے پہلے جو camps administration میں corruption ہو رہی ہے کہ اگر وہاں کے لیے کوئی چیز apportion 70% ہوتی ہے تو صرف 30% پہنچتی ہے۔ اگر NGOs transparency سے بتاتی ہیں کہ ہمارے پاس اتنے پیسے آئے اور اس طرح سے خرچ ہوئے تو حکومت کا جو crisis management ہے، اس کی ایسی کوئی website نہیں ہے اور کوئی طریقہ نہیں ہے، ہیں تو سب public funds کیونکہ ہم سب وہاں پر پیسے جمع کرا رہے ہیں لیکن ہمیں پتا نہیں کہ کس طرح اور کہاں پر خرچ ہو رہے ہیں۔ سب سے پہلے تو وہاں سے کرپشن کا خاتمہ ہونا چاہیے اور لوگوں تک امداد پہنچنی چاہیے۔ میرا خیال ہے کہ third party auditing ہونی چاہیے اور accountability ہونے چاہیے، اس سے ہم لوگوں میں بھی زیادہ اعتماد پیدا ہو گا اور کیمپوں میں بیٹھے لوگوں کو بھی relief ملے گا۔ وہاں پر ایک مسئلہ یہ بھی ہے کہ سوات کے سب لوگوں کی registration نہیں ہوئی۔ کیمپوں میں تھوڑے سے لوگ ہیں باقی لوگ وہاں نہیں ہیں اور ان کا کوئی safety network نہیں ہے، ان کو بھی زیادہ effectively, efficiently incorporate کیا جائے۔ Media attention sustain رہنا چاہیے، بھول نہیں جانا چاہیے۔ شروع میں تو بہت زور شور سے respond کیا تھا لیکن اب ہماری attention کم ہو رہی ہے۔ میڈیا کو بھی یہ کردار ادا کرنا چاہیے۔

آخر میں میرا یہ خیال ہے کہ اس کا long term solution یہ ہے کہ ان لوگوں کو جو well to do, self sufficient, industrious تھے اور اب کیمپوں میں ہیں، ان کے لیے امن قائم کیا جائے اور وہاں سے militants کو بھگا کر ان لوگوں کی اپنے گھروں میں پہنچایا جائے تاکہ یہ لوگ اپنی normal life گزار سکیں۔ شکریہ۔

Mr. Speaker: Thank you. We have the honour to have Deputy Speaker National Assembly with honourable gusts and we recognize their presence. Mr. Prime Minister, would you like to introduce about this.

Mr. Prime Minister: Sir, if we could suspend the rules of the Parliament for some time.

Mr. Speaker: Rules has been suspended for a while. We will discuss this resolution after the Deputy Speaker National Assembly introduces this young boy.

Mr. Prime Minister: Thank you so much sir.

اس وقت ہمارے ساتھ پاکستان کی قومی اسمبلی کے ڈپٹی سپیکر، جناب فیصل کریم کنڈی صاحب موجود ہیں اور ان کے ساتھ ایک ایسا ہونہار طالبعلم جس کا تعلق ڈیرہ اسمعیل خان سے ہے، وہ یہاں پر موجود ہے۔ اس نے پاکستان کا نام different international forums پر روشن کیا ہے۔ ہمارے ساتھ یہاں پر بابر اقبال ہیں، میں ان کی تھوڑی سے achievements بتا دؤں کہ وہ کس کس فورم پر پاکستان کا نام آگے لے کر گئے ہیں۔

جناب بابر اقبال youngest Microsoft certified professional MCP ہیں۔ Youngest certified wireless network administrator CWNA, youngest certified web professional associate CIWA ہیں اور حال ہی میں انہوں نے جو کارنامہ انجام دیا ہے کہ youngest Microsoft certified technology specialist MCTS ہیں۔ میرے جیسے طالبعلم جس کا تعلق Economics and political science سے ہے، اس کو تو شاید یہ terms نہ معلوم ہوں لیکن میرے دوست جن کا تعلق IT کے شعبے سے ہے، میں نے ان سے consult کیا تو مجھے پتا چلا کہ اتنی چھوٹی عمر میں یہ چیزیں حاصل کرنا ایک بہت بڑے اعزاز کی بات ہے اور ہمیں اس کو definitely recognize کرنا چاہیے۔

میں Youth Parliament of Pakistan کی طرف سے ان کا خیرمقدم کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: معزز ڈپٹی سپیکر، فیصل کریم کنڈی صاحب، would you like to address and introduce this young boy?

جناب ڈپٹی سپیکر قومی اسمبلی (فیصل کریم کنڈی): بسم اللہ الرحمن الرحیم۔معزز سپیکر صاحب! بہت مہربانی، آپ نے مجھے وقت دیا۔ میں اپنی اور بابر اقبال کی طرف سے مشکور ہوں۔ ایک young لڑکا جس میرے علاقے ڈیرہ اسمعیل خان سے تعلق رکھتا ہے اور پچھلے دنوں انہوں نے ایک بہت بڑی achievement حاصل کی جو کہ حکومت پاکستان کی نظر میں نہیں آئی تھی اور جب میں اپنے حلقے کے دورے پر گیا تو ان سے ملاقات ہوئی اور میں ان کو اسلام آباد لایا اور کل ان کو قومی اسمبلی میں لے گئے تھے اور وہاں پر ان کی

achievement کو ہم نے appreciate کیا۔ Youth Parliament کا session ہو رہا تھا، اس موقع کا فائدہ اٹھاتے ہوئے میں ان کو یہاں پر لایا ہوں تاکہ آپ سے ان کا introduction کرایا جائے۔ اگر ہم اپنی youth کو اسی طرح کی appreciation دیں گے تو یہ آگے بڑھ کر ملک کی خدمت کر سکیں گے۔ میں زیادہ کچھ نہیں کہوں گا، یہ خود آ کر اپنے بارے میں بتا دیں تو بہتر ہو گا۔

جناب سپیکر: جناب بابر صاحب۔

جناب بابر اقبال: شکریہ جناب سپیکر۔ میں آج کل Microsoft کے ساتھ کام کر رہا ہوں۔ ان کو ایک Microsoft MSP program student's partner ہے۔ اس میں وہ یونیورسٹی کے طالبعلموں میں free software distribute کرتے ہیں۔ ان کے دوسرے پروگرام بھی ہیں۔ میں آج کل ساتھ ہی university students کو mentor کر رہا ہوں۔ ان کا ایک imagine competition ہے، میں اس کا Gulf region کا technical coordinator ہوں۔

(ڈیسک بجائے گئے)

میں یونیورسٹی کے students کو provide technical help کرتا ہوں یعنی اگر ان کو کوئی difficulty ہے یا development میں کوئی error آ رہا ہے۔ میں فیصل صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں، انہوں نے کل مجھے قومی اسمبلی میں appreciate کیا۔ آپ سب کا بھی شکریہ۔

(ڈیسک بجائے گئے)

Mr. Speaker: Thank you honourable Deputy Speaker Sahib for having got us to introduce to this talent and Pakistan for sure is not short of talent. It needs some encouragement and we thank you for this encouragement to this boy. Now we continue our proceedings. Mr. Hamid Hussain Sahib.

جناب حامد حسین: شکریہ جناب سپیکر۔ راحیل نیازی نے IDPs کے حوالے سے جو motion پیش کیا ہے، وہ بڑا pertinent ہے۔ میں مختصر بات کرتے ہوں کہوں گا کہ پختونوں کی history ہے جو کہ ان IDPs کے حوالے سے ایک بار پھر منظر عام پر آئی ہے۔ جناب والا! یہاں پر long term planning کے حوالے سے بات ہو رہی ہے تو حکومت کی طرف سے اس کی کوئی manifestation نہیں ہے۔ ابھی تک ہمیں digits provide نہیں کیے گئے کہ کتنے لوگ آئے تھے، کتنے لوگ کیمپوں میں رہے، سوات سے کتنے لوگ تھے، فاٹا کے کتنے

لوگ ہیں، ایسا کوئی perfect figure نہیں ہے جس کو مدنظر رکھ کر ہم اپنی تجاویز دے سکیں۔ جناب والا! لوگوں سے یہ سن کر بہت افسوس ہوتا کہ لوگ تو کم آئے ہیں لیکن میڈیا اور حکومتی سروے میں بڑھا چڑھا کر اس لیے پیش کیا جاتا ہے کہ international donors and NGOs کو متوجہ کر کے ان سے پیسے حاصل کیے جائیں۔ جناب والا! میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ پٹھان cash crop نہیں ہے، جس کے ذریعے سے آپ international donors کو اکٹھا کر کے پیسے لیں۔ ہماری مائیں، بہنیں اور بیٹیوں کو اس وجہ سے درختوں اور کیمپوں میں نہ رکھیں کہ آپ کو ڈالر ملیں اور جس طرح راحیل خان نیازی نے کہا وہ ڈالر دس سال تک نہیں ملتے، میں ان کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ وہ مل جاتے ہیں لیکن غلط ہاتھوں چلے جاتے اور مستحق لوگوں کو نہیں ملتے۔ 1980 میں بھی افغان جہاد میں آپ نے پختونوں کو استعمال کر کے long term planning کے بغیر چھوڑ دیا اور اس کے بعد وہاں پر no go areas بنا دیے گئے۔ وہاں سے کلاشنکوف اور ہیروئن کلچر پورے پاکستان میں پھیل گیا۔

کل سلمان تاثیر صاحب کہہ رہے تھے کہ گوجرہ میں لوگ سوات سے آئے تھے۔ میں حیران ہوں کہ اس قسم کے بیانات کی کیا تُک بنتی ہے۔ یہ کیا escapism کی policy نہیں ہے کہ جو لوگ پہلے ہی پسے ہوئے ہیں ان کو نشانہ بنایا جا رہا ہے اور ان پر طنز کیا جا رہا ہے۔ اس لیے میں کہہ رہا ہوں کہ ایسا سروے کیا جائے جس سے international donors, NGOs, Parliamentarians کے سامنے کوئی صورتحال تو ہو۔ Planning, short term or long term تب ہی ہوتی ہے جب آپ کے پاس figures ہوں اور وہاں پر ایسا کوئی سروے نہیں کیا گیا۔ وہاں سے ابھی تک لاشیں نہیں اٹھائی گئیں بلکہ ان پر سپرے کر دیا گیا۔ جناب والا! آپ اس سے اندازہ لگائیں کہ مینگورہ کے بازار سے لاشیں اٹھانے کی بجائے سپرے کر دیا گیا کہ جو لوگ آ رہے ہیں ان کو بدبو نہیں آئے گی۔ جناب! Long term planning یہ ہوتی ہے کہ لاشیں اٹھانے کی بجائے سپرے کر دیا جائے۔ شکریہ جناب سپیکر۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جناب اورنگزیب مری صاحب۔

جناب اورنگزیب مری: جناب سپیکر صاحب! بہت شکریہ۔ سب سے پہلے میں اپنی قومی اسمبلی کے ڈپٹی سپیکر، جناب فیصل کریم کنڈی صاحب کو خوش آمدید کہوں گا اور ساتھ اس نوجوان کو بھی جس نے باقی لوگوں کا تو مجھے پتا نہیں لیکن مجھے تو complex میں

ڈال دیا ہے۔ میں ان کو congratulate کروں گا کہ یہ ہماری youth ہے and this proves that what the Pakistan youth can do and what is the future of our country. If this goes on, I am pity sure, the future will be pity secure اگر ہمارے ملک میں اس طرح کی youth آگے آتی رہی۔

جناب سپیکر! میں یہ بات کروں گا کہ سوات اور بونیر میں کیا ہو رہا ہے and we cannot feel what is happening because ہم لوگ کو تو اپنے گھروں کی comforts میں اس کو TV news میں دیکھتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ ہمیں بہت افسوس ہوا۔ زیادہ سے زیادہ ہزار، پانچ ہزار یا دس ہزار روپے دے دیے۔ جو لوگ دراصل محسوس کر رہے ہیں، وہ لوگ وہ ہیں جو سندھ، بلوچستان، سرحد میں ہر جگہ کیمپوں میں بیٹھے ہوئے ہیں، بے گھر ہو گئے ہیں۔ اپنے گھروں سے بے گھر ہو کر دربدر ہوئے ہیں، جن کو کیمپوں میں نہ صحیح کھانا مل رہا ہے نہ بنیادی صحت کی سہولت مل رہی ہے۔ جو proper sanitation facilities ہیں، وہ نہیں مل رہیں۔ اصل میں وہ لوگ feel کر رہے ہیں، we cannot feel. ہم یہاں پر بات کر سکتے ہیں لیکن we cannot feel what they are going through. جناب سپیکر! اس کے دو phase ہیں، میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ IDPs کو واپس اپنے گھروں میں لے جانا اور the life they were living وہی ان کو واپس دینا these are the two phases. یہ نہیں کہ ہم نے صرف talabanization کے element کو نکال دیے ہیں جو پوری طرح تو نہیں لیکن کافی حد تک نکل چکے ہیں۔ یہ ایک phase کچھ حد تک پورا ہوا ہے۔ اب دوسرا phase شروع ہو رہا ہے اور وہ پہلے سے زیادہ اہم ہے۔

(The House for adjourned for break)

(The House reassembled after adjournment with Madam Deputy Speaker (Miss. Kashmala Khan Durrani) in the Chair.)

Madam Deputy Speaker: Mr. Prime Minister.

جناب وزیر اعظم: شکریہ میڈم سپیکر۔ جیسا کہ پہلے پاکستان میں IDPs کے مسئلے پر بات ہو رہی تھی کہ ان کو کیا مشکلات پیش آ رہی ہیں تو یہاں پر youth parliamentarians نے جو problems identify کیے ہیں ان کے بارے میں یہ بات ہے کہ ہماری حکومت جو بھی اقدامات کر رہی ہے، وہ adhoc basis پر کر رہی ہے۔ نہ کوئی figure

work ہے، نہ کوئی long term strategy define کی گئی ہے جو یہ بتا سکے کہ اس stage کے بات یہ ہو گا۔ Adhoc basis پر تو یہ بتا دیا جاتا ہے کہ ہم اس کے بعد یہ کریں گے لیکن ministry and government level پر باتوں میں تضاد ہوتا ہے کہ جو عوام اور حکومت کے درمیان trust deficit کی بات کی گئی ہے وہ ابھی تک موجود ہے اور اس کو یہاں پر صحیح طریقے سے identify کیا گیا ہے۔ جناب سپیکر! یہاں پر کچھ لوگوں نے عوام کے نام پر پیسہ لینے کی بات کی ہے تو پاکستان کی تاریخ صرف ان IDPs کے ساتھ ہی نہیں شروع ہوئی بلکہ پاکستان کی کئی حکومتیں عوام کے نام پر پیسے لیے گئے جیسا کہ ہمارے ایک سابق صدر نے اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے کہ پاکستان کے لوگوں کو کئی ہزار ڈالر کے عوض امریکہ یا دوسرے ممالک کو بیچا گیا تھا۔ یہ سلسلہ تو پہلے سے چلا آ رہا ہے اور اس کو identify کرنے کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔ اس کے علاوہ میڈم سپیکر! بہت سے لوگوں نے human development کی بات کی کہ کس طرح education, health اور ان کی empowerment کر کے ان کو روزگار فراہم کر کے ان کو stabilize کیا جا سکتا ہے۔ اس کے ساتھ ہمیں یہ بھی دیکھنا پڑے گا کہ پاکستان کیsovereignty political and territorial and جو drone attacks اور ان statements کے ساتھ جو پاکستان کے عوام اور حکومت کو حکم دیتی ہوئی نظر آتی ہیں، violate ہو رہی ہیں اور اس سے بھی عوام میں sense of anger and frustration پیدا ہو جاتا ہے۔ اس لیے human development کے ساتھ پاکستان کی political and territorial sovereignty defend کرنا پڑے گا، اس کے بغیر یہ مسئلے حل نہیں ہوں گے۔

میڈم سپیکر! یہاں پر جناب نشاط کاظمی ایک اہم نکتہ اٹھایا کہ سوات پر جو debate evolve ہوئی تھی وہ justice system کے around evolve ہوئی تھی اور جب تک آپ اس کو identify کر کے ایک سادہ سسٹم میں نہیں ڈھالیں گے، اس معاملے کی root cause تک نہیں پہنچ سکتے، اس لیے ہمیں اس کو بھی دیکھنا پڑے گا۔ میڈم سپیکر! چونکہ اس بات پر کافی debate ہو چکی ہے اور اس کے دو aspects سامنے آئے ہیں۔ ایک economic aspect ہے کہ ہم economic basis پرکس طرح ان لوگوں کو دوبارہ social fabric میں لا سکتے ہیں۔ وہاں پر security challenge سے نمٹنا بہت ضروری ہے۔ جناب سپیکر! میں اس motion کے سلسلے میں کہوں گا کہ اس کو Standing Committee on

کی اس وہ کہ جائے کیا refer کو Economic and Planning Affairs economic side کو دیکھیں اور Standing Committee on Foreign Affairs and Independency Committee کو بھی refer کیا جائے کہ وہ اس کو مختلف انداز سے دیکھ کر ایوان کو بتائے کہ ہم صورتحال کو کس طرح سے evaluate کر سکتے ہیں۔

Thank madam speaker.

Madam Deputy Speaker: The next on the agenda today is motion by Mr. Muhammad Abdullah Zaidi.

Mr. Muhammah Abdullah Zaidi: Thank you Madam Speaker.

"This House may discuss the two nation theory. The ideological basis of Pakistan and the ground work for the ethical case made for the creation of Pakistan".

Madam Deputy Speaker: Is it opposed? No. Ok.

جناب محمد عبداللہ زیدی: میڈم سپیکر! اس قرارداد کو لانے کا مقصد یہ ہے کہ never ending conceptual debate ہے کہ پاکستان کا مقصد کیا ہے۔ یہ ایک secular, theocratic, fundamental, Iqbal or Jinnah state ہے۔ اس سلسلے کو ایک consensus پیدا کیا جائے۔ میں یہ کہنا چاہوں گا کہ direction set کرنے کے لحاظ سے یہ بہت important topic اس لیے میری گزارش ہے کہ ممبران کو زیادہ وقت دیا جائے۔ میں debate اس طرح شروع کروں گا کہ یہ topic جتنا home work demand کرتا ہے، میں نے اس سے بہت کم کیا ہے۔ میں debate کو صرف trigger کروں گا۔ میں 1934 سے شروع کرتا ہوں جب ڈاکٹر اے ایس قاضی صاحب نے All India Muslim League میں ایک resolution move کیا تھا جس میں یہ کہا گیا تھا All India Muslim League, Islamic Constitution adopt کرے جس کو جناح نے روک دیا تھا اور کہا تھا کہ یہ ہر لیڈر کو sensor کرتا ہے۔ جب شریعہ کی بات تو جناح نے کہا کہ who is sharia? I want a modern state for Pakistan. Late K.K. Aziz, Pakistani historian لکھتے ہیں کہ اقبال کا 1930 کا جو division plan تھا اس سے پہلے India کو divide کرنے لیے کم از کم 80 schemes تھیں۔ اقبال کے 1930 کے idea کی significance debatable ہے۔ بعد میں اقبال کا الگ لیگ بنانا جو India Muslim League کے خلاف تھی۔ East Pakistan کے الگ ہونے سے پہلے ہمارے syllabus میں اقبال کو جو role تھا، جو ہمارے evolution میں

role تھا، وہ بھی debatable ہے۔ اقبال کا پاکستان اور جناح کا پاکستان دو مختلف چیزیں ہیں۔ میں ایک بات اور کہنا چاہوں گا کہ جناح کی جو two nations theory منٹو پارک کے address کے بعد مشہور ہوئی، وہ درحقیقت کفایت علی صاحب کی سکیم تھی جو بہت پہلے اقبال کے 1930 کے idea سے بہت پہلے آئی تھی اور نواب ممدوٹ نے وہ scheme recruit کی تھی۔ اس میں یہ واضح طور پر لکھا تھا کہ مسلمانوں اور ہندوؤں کے درمیان distinction language, culture, religion پر تو تھی لیکن جو بات ہم misunderstand کرتے ہیں وہ economicتھی۔ یہ economic interests clash تھا۔ جو middle classتھی جو بورژوا تھی مسلمانوں اور ہندوؤں کی وہ peacefully coexist نہیں کر سکتی تھی۔ مسلمانوں کا stake agriculturist کا تھا، ہندوؤں کا capitalists کا تھا۔ ہم اکثر مذہب کو دیکھتے ہیں اور economic factor کو نہیں دیکھتے۔

میں ایک اور بات کرنا چاہوں گا کہ شاید جناح کے دماغ میں یہ بات ہو کہ وہ moderate, secular, neo secular state چاہتے تھے اور ان کی پڑھائی بھی کچھ اسی طرح کی ہوئی تھی۔ یہ idea ہندوستان کے مسلمانوں کو اتنی آسانی سے ہضم ہونےوالا نہیں تھا کیونکہ جو علی گڑھ کے لوگ تھے، جناح ان سے بہت مختلف تھے۔ Unfortunately جناح نہیں رہ سکے اور ان کی theory evolve نہیں کر سکی۔ میں یہ کہنا چاہ رہا ہوں کہ وہ آدمی جس کی پڑھائی westernizeتھی، جس کے ماں باپ اور خاندان والے Hindu laws باقی معاملات میں follow کرتے تھے، وہ ایک Sharia state کس طرح demand کر سکتا ہے؟

Madam Deputy Speaker: Mr. Hamid Hussain.

جناب حامد حسین: شکریہ میڈم سپیکر۔ یہ جو عبداللہ زیدی صاحب کی resolution ہے، اس پرباسٹھ سال کے بعد بھی اگر ہم بات کر رہے ہیں تو یہ لمحہ فکریہ ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس سے پہلے اس پر بات نہیں ہوئی کیونکہ جو قومیں ترقی کرتی ہیں، سب سے پہلے ان کی جو spiritual ground ہے، اس کو strong ہونا چاہیے۔ اس کو یہ پتا ہونا چاہیے کہ ہمارے ہونے کا مقصد کیا ہے۔ پاکستان کا قیام decolonization process after World War in 1945 میں شروع ہوا تھا، یہ اس کا نتیجہ تھا یا یہ ایک pure Islamic movement or pure nationalistic movement تھی۔ اگر آپ پاکستان کی تحریک کا جائزہ لیں تو اس میں western concept of nationalism and Islamic concepts کو

amalgamate کیا گیا ہے۔ یہ نہ تو purely Islamic movement تھی کہ اس میں boundaries آ جاتی ہیں لیکن nationalism اس sense میں تھی کہ کلمہ پڑھنے والوں کو پاکستان کی جغرافیائی حدود میں محدود کر دیا گیا تھا۔ اس کے بعد ہماری بدقسمتی یہ کہ ہمارے پاس کوئی declassified documents نہیں ہیں کہ ہم دیکھ سکیں کہ اس وقت ہمارے جو political leaders کی جو meetings ہوا کرتی تھیں، ان کی کیا findings تھیں اور قائد اعظم کی کوئی کتاب نہیں ہے، کوئی written document نہیں ہے، جس کو دیکھ کر ہم یہ کہہ سکیں کہ پاکستان میں secular government or theocratic state ہونی تھی۔ ہمیں صرف statements ملتی ہیں جو کہ ہر کتاب میں مختلف ہیں۔ اگر وہ علی گڑھ میں تقریر کر رہے ہیں تو ان کی تقریر الگ ہے اور اگر انگلینڈ میں تقریر کر رہے ہیں تو وہ west oriented ہے۔ اس حوالے سے ہمیں اس بات کا احاطہ بھی کرنا چاہیے۔

جس طرح زیدی صاحب نے کہا کہ علامہ اقبال کا پاکستان اور قائد اعظم کے پاکستان میں فرق ہے۔ تاریخ میں پاکستان کی ideology میں ایک اور dichotomy ہے یہ ہے کہ بنگلہ دیش کے بعد ہم نے Pakistan کی ideology کو revive نہیں کیا، ہمیں اس کو revive کرنا چاہیے اور دیکھنا چاہیے تھا کیونکہ two nation theory اس وقت ناکام ہو گئی تھی جیسا کہا جاتا ہے کہ اس کو خلیج فارس میں ڈبو دیا گیا تھا۔ اس حوالے ہمیں اس پر بحث کرنی چاہیے کیونکہ اگر حدود آرڈیننس، حسبہ بل، قرآن اور سنت پر بات ہو سکتی ہے تو نظریہ پاکستان پر بھی بات ہونی چاہیے۔ Let it be open that our next generation اس پر debate نہ کرے کہ ہمارا پاکستان کس لیے، کیوں اور کیسے بنا تھا۔ ہم ان کو نظریاتی طور پر ایک صاف پاکستان دینا چاہتے ہیں۔ شکریہ۔

Madam Deputy Speaker: Thank you. Honourable Farrukh Jadoon:

جناب فرخ جدون: میڈم سپیکر! بہت شکریہ۔ مجھے ایک قطعہ یاد آ رہا ہے، میں اس سے آغاز کروں گا۔

جرم سقراط سے ہٹ کر نہ سزا دو ہم کو
زہر رکھا ہے تو یہی آب بقا دو ہم کو
ہم حقیقت ہیں تو تسلیم نہ کرنے کا سبب
ہاں اگر حرف غلط ہیں تو مٹا دو ہم کو

زیدی صاحب نے نظریے کی بات چھیڑی ہے۔ پہلے ہم دیکھتے ہیں کہ پاکستان کیوں بنا اور لوگوں نے کیا رائے دی۔ خالد بن سید صاحب اپنی کتاب میں فرماتے ہیں کہ یہ کچھ وجوہات ہیں جس کی وجہ سے پاکستان بنا۔

انہوں نے پہلی وجہ یہ بتائی کہ لوگ کہتے ہیں کہ پاکستان اسی دن وجود میں آ گیا تھا جس دن اورنگزیب عالمگیر نے حیدرآباد دکن میں مرہٹوں کے خلاف جنگ شروع کی تھی۔ اس کے بعد یہ کہتے ہیں کہ پاکستان اسی دن وجود میں آ گیا تھا جس دن منٹو مارلے ریفارمز میں مسلمانوں کو separate elected دیا گیا۔ تیسری بات وہ کہتے ہیں کہ پاکستان انگریزوں کے divide and rule کے فارمولے کے تحت بنایا ہے۔ اس کو negate کرنے کے لیے میرے پاس arguments ہیں اگر کوئی discuss کرنا چاہے تو باہرمیں کر لیں گے۔ چوتھی بات یہ پیش کرتے ہیں کہ پاکستان دو کتابوں نے بنایا ہے۔ ایک چندرا چٹرجی کی کتاب انودا ماس جس میں بندے ماترم لکھا تھا اور دوسری الطاف حسین حالی کی کتاب مدوجزر اسلام تھی۔ تحریک خلافت کے بعد جب مسلمان اور ہندو آپس میں لڑنا شروع ہوئے ہیں، وہ ان دو کتابوں کی وجہ سے ہوئے ہیں۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ شاہ ولی اللہ صاحب نے پاکستان بنایا ہے۔ انہوں نے احمد شاہ ابدالی کو خط لکھا کہ مرہٹے ہم پر قبضے کر رہے، تم آ کر ہمیں ان سے نجات دلاو۔ وہ اگر ان کے nationalism کو مانتے تو مرہٹوں کے خلاف جہاد کے بارے میں بات نہ کرتے۔ اس کے بعد مسلمانوں نے اسلام کو اپنی ideology کے طور پرکیوں چنا؟ محمد بن قاسم 712 میں آتے ہیں اور اسلام کے نام پر حملہ کرتے ہیں، پورا ملک فتح کر کے چلے جاتے ہیں۔ 1001 میں محمود غزنوی اس ملک پر سترہ حملے کرتے ہیں۔ وہ آئے ہیرے، جواہرات کے لیے تھے اور نام اسلام کا استعمال کر رہے ہیں۔ خاندان غلاماں نے یہاں پر اڑھائی سو سال اسلام کے نام پر حکومت کی۔ اکبر صاحب دین الہٰی مذہب کے نام پر ایجاد کرتے ہیں۔ اس کے بعد شاہ ولی اللہ صاحب نے وحدت الوجود اور شہود کے بارے میں اسلام کے نام پر فلسفہ پیش کیا۔ اس کے بعد اورنگزیب عالمگیر نے اسلام کا نام استعمال کیا اور انہوں نے اپنی کتاب بھی لکھی۔ جب انگریز 1757 بعد یہاں پر آئے، جب انہوں نے بنگال فتح کیا اس کے بعد انہوں نے ہندوستان کو ایک سو سال میں فتح کر لیا۔ 1857 میں انہوں نے یہاں پر Westminster type of democracy introduce کی۔ Westminster type of democracy کیا ہوتی ہے؟ وہ یہ

تھی کہ جس کے پاس اکثریت ہے، اس کی حکومت ہو گی۔ مسلمان تو اقلیت میں تھے۔ اس وقت مسلمانوں کےجو عالم تھے، مثلاً سرسید احمد خان، دیو بند کے علماء یا انجمن تحریک اسلام کو دیکھ لیں، ان سب نے تاریخ پر نظر دوڑائی اور انہوں نے کہا کہ ایک ہی چیز ہے جو ہمیں اس democracy سے بچا سکتی ہے ورنہ ہم ہمیشہ ہندو کے غلام رہیں گے اور وہ تھا اسلام۔ انہوں نے اس وقت اسلام کا نام استعمال کیا اور اپنے لیے الگ مسلمانوں کی جماعت بنائی جس کا نام مسلم لیگ رکھا گیا۔

میرے بھائی نے بات کی کہ قائد اعظم صاحب نے effort نہیں کی، وہ secular تھے۔ انہوں نے بڑی کوشش کی کہ ہندووں کے ساتھ reconciliation ہو جائے، انہوں نے 1909 میں Congress join کی اور 1913 میں Muslim League join کی۔ اگر وہ reconciliation نہیں چاہتے تھے تو انہوں نے پہلے ہندووں کی جماعت کیوں join کی؟ اس کے بعد لکھنو پیکٹ ان کی وجہ سے ہوا۔ تحریک خلافت کے بعد انہوں یہ اندازہ ہو چکا تھا کہ مسلمان اور ہندو آپس میں لڑ پڑیں گے، اس لیے وہ انگلینڈ چلے گئے۔ 1927 کی Daily Proposal پڑھ لیں، انہوں نے صرف دو نکات پیش کیے کہ سندھ کو بمبئی سے الگ کرو، MWFP, بلوچستان میں reforms کرو، ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ نہرو رپورٹ میں وہ ساتھ تھے۔ اس کے بعد میں انہوں نے unity form of government پیش کی، انہوں نے کہا کہ federal ہونی چاہیے، انہوں نے اس کے خلاف چودہ نکات پیش کیے۔ انہوں نے کہا کہ .enough is enough انہوں نے کہا کہ ہم آپ کے ساتھ reconciliation کی سیاست کر لی، آپ reconciliationنہیں کرنا چاہتے، نہ کریں۔ اس کے بعد آپ round table conference پر آ جائیں، آپ گاندھی صاحب کا attitude دیکھیں، مسلمان کیا کرتے؟ آپ1937 کی وزارتیں پڑھ لیں، ودیا مندر سکیم کو لے لیں، آپ گاندھی کی تصویر کے سامنے ہاتھ جوڑ کر کھڑے ہو جائیں گے۔ 1940 کی resolution تک مسلمانوں کو یہ اندازہ نہیں تھا کہ ہم ایک Muslim state بنا لیں گے۔ آپ اس resolution کو پڑھیں اس میں states کا لفظ ہے۔ انہوں نے کہا تھا کہ انڈیا کا جو north western part ہے اس کو انڈیا سے ملا کر states بنا دیں۔ میرے قابل دوست حامد مری کو زیادہ پتا ہو گا۔ اس کے بعد گاندھی، جناح task کو دیکھیں کہ قائد اعظم کی حتی الامکان کوشش تھی اور 1937مسلم لیگ اس حد تک آ گئی تھی کہ لکھنو میں ہم کو دو ministerial seats دے دو تو پوری پارٹی کانگریس میں ضم ہو جائے

گی۔ نہرو صاحب کی بے وقوفی کی وجہ سے مسلم لیگ، کانگریس میں ضم نہ ہو سکی۔ Cabinet Mission Plan 1946 میں پیش ہوا اور انہوں نے کہا کہ unity form of government ہو گی، قائد اعظم صاحب مان گئے لیکن نہرو صاحب اڑ گئے۔ قائد اعظم نے کہا کہ پانچ مسلم نمائندے ہوں گے اور پنجاب کا نمائندہ مسلم لیگ نامزد کرے گی، نہرو صاحب نے کہا کہ پنجاب کا نمائندہ یونینسٹ پارٹی نامزد کرے گی۔ ابوالکلام آزاد صاحب انہیں کہتے رہے کہ ان کو پانچ نمائندے دے دو، ہماری unity form of government ہو گی، ہم ان کو الگ صوبہ بنا دیں گے اور یہ partition demand نہیں کریں گے۔ اس وقت بھی نہرو صاحب کی بے وقوفی کی وجہ یہ ہوا۔ ہمارے پاس اسلام کے علاوہ اور کوئی option نہیں تھا۔ یہ ٹھیک ہے کہ ہمارے پاس اس وقت کوئی layout نہیں تھا کہ ہم کیا کریں گے لیکن ہم نے کم از کم یہ ملک تو حاصل کر لیا۔ یہ بندہ جس کی تصویر آپ کے سامنے لگی ہوئی ہے جس نے سیکولر ہونے کے باوجود اسلام کا نام استعمال کیا۔

آساں تو نہیں اپنی ہستی سے گزر جانا
اترا، اگر سمندر میں دریا تو رویا بہت

قائد اعظم بھی اپنے سیکولر نظریات کو چھوڑ کر کتنا روئے ہوں گے۔ ہم میں سے کسی نے ان کے آنسو نہیں دیکھے۔ انہوں نے آج کی نسل کے لیے اپنے نظریات چھوڑے اور ہم ان پر الزام لگا رہے ہیں کہ انہوں نے پتا نہیں یہ کام کس کے لیے کیا۔

Madam Deputy Speaker: Thank you. Mr. Sameer Anwar Butt.

جناب سمیر انور بٹ: میڈم سپیکر! ideological debate ہونی چاہیے لیکن میرے خیال میں اس موضوع پر جس قسم کی تقاریر ہو رہی ہیں، یہ بحث سے زیادہ تاریخ کا سبق لگ رہا ہے۔ Two nation theory پر مزید بات کرنا بالکل بیکار ہے اور اس قسم کی بحث یہاں پر نہیں ہونی چاہیے۔ یہ کہنا کہ جناح کو سمجھ نہیں آئی کہ ground realities کیا تھیں اور کس طرح سے یہ ساری ideological چیزوں نے shape لی اور یہ کہنا بالکل غیر مناسب ہے۔ اس پر بحث نہیں ہونی چاہیے۔ Ideological debate extremism, secularism, judiciary, government system, provincial autonomy پر ہونی چاہیے بجائے اس کے کہ آپ two nation theory پر لڑیں، ساٹھ سال ہو گئے ہیں، اگر ہم

اس پر مزید بحث کریں گے تو اس کا کوئی out come نہیں ہو گا۔ بحث وہ ہونی چاہیے جس کا فائدہ ہو۔ شکریہ۔

Madam Deputy Speaker: Thank you. Honourable Niaz Mustafa.

جناب نیاز مصطفے: شکریہ میڈم سپیکر۔ میں حیران ہوں کہ ایک learned, brought minded patriotic بندے کی طرف سے ایک سازشی اور ملکی بنیادوں کو چاٹنے والی resolution آئی ہے۔ میں سمیر بٹ صاحب سے اتفاق کرتا ہوں کہ اس پر گفتگو نہ کی جائے۔ اس وجہ واضح ہے کہ لوگوں کے جذبات سے کھیلنے کے لیے یہ resolution آئی ہے اور یہ کسی مقصد کے بغیر[1]xxxxxقسم کی resolution ہے۔ میڈم! Constitution of Pakistan article 2(a) میں یہ ہمارے آئین کا حصہ بن چکی ہے کہ پاکستان میں حاکمیت اعلیٰ صرف اللہ رب العزت کی ہو گی۔ ہم یہاں بیٹھ کر آئین کی بنیادوں کو ہلانے کے لیے کام کر رہے ہیں کہ آپ 2(a) کو ختم کر دیں، ہمارے پورے آئین کی بنیاد اس کے ارد گرد گھومتی ہے۔ ہم ایسا کوئی قانون نہیں بنائیں گے جو خدا کے قانون اور شریعت کے خلاف ہو گا جب کہ یہاں ہم لوگ اس پر بحث کر رہے ہیں کیا قائد کے ذہن میں یہ تھا یا نہیں۔ کسی نے قائد سے پوچھا تھا کہ ملک میں کون سا قانون ہو گا؟ انہوں نے فرمایا کہ آج سے چودہ سو سال پہلے قانون ہمیں مل چکا ہے۔ میں حیران ہوں کہ لبرل مجھ کو زیادہ support کر رہے اور جن کو theocratic کہتے ہیں، وہ میری مخالفت کر رہے ہیں، مجھے اس کی سمجھ نہیں آ رہی۔ آج جس طرح کی دوسری resolutions آئی ہیں، اس قسم کی آنی چاہییں تھیں، ملک میں جو مسائل ہیں، فسادات ہیں لوگوں کی فلاح کے کام کی بات کرنی چاہیے تھی بہ نسبت اس کے کہ کچھ لوگوں کو آپس میں لڑانا شروع کروا دیں یا طبقات کی آپس میں جنگ شروع کروا رہے ہیں اور علماء کو کہہ رہ ہیں کہ آپ کھڑے ہو جائیں۔ ویسے ہی ملک میں اتنا فساد ہے۔ دوسری طرف سیکولر لوگ fore front پر لڑنا شروع کر دیں تو میں یہ request کروں گا کہ ایسی باتیں کرنے سے روکا جائے تاکہ ملک میں مزید فساد پیدا نہ ہو۔ شکریہ۔

Madam Deputy Speaker: Thank you. Honourable Zameer Ahmed Malik.

---

[1] XXXXXX expunged by the order of the Chair.

جناب ضمیر احمد ملک: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جیسا کہ میرے بھائی نے کہا کہ یہ فضول قرارداد ہے تو میں نہیں سمجھتا کہ فضول ہے کیونکہ بہت سے طبقات کی یہ کوشش ہے اور بہت سے لوگ چاہتے ہیں کہ اس ملک کو secular state بنایا جائے لیکن یہ نہیں بتاتے کہ کون سا سیکولر کیونکہ اس کی بھی بہت سی اقسام ہیں اور ہر شخص کی سیکولر کی اپنی definition ہے۔ بحیثیت مسلمان اگر کوئی یہ کہتا ہے کہ سیکولر اعتدال پسندی کی طرف رجحان کا نام ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اسلام خود اعتدال پسند مذہب ہے جو اجازت دیتا ہے کہ سکھ اپنے مذہب کے مطابق عبادت کرے اور مسلمان اپنے مذہب کے مطابق۔ عبداللہ بھائی نے حقائق کو مسخ کر کے پیش کیا کہ قائد اعظم نے کہا تھا کہ کون سی شریعت؟ میں آپ کو بتاتا ہوں کہ قائد اعظم نے کہا تھا پاکستان اسی دن معرض وجود میں آ گیا تھا جس دن برصغیر میں پہلا شخص مسلمان ہوا تھا۔ یہ بات کی گئی کہ علامہ اقبال کا پاکستان ہونا چاہیے یا قائد اعظم کا تو میں بتاتا ہوں کہ قائد اعظم تو ایک وقت تنگ آ کر لندن چلے گئے تھے اور انہوں نے سوچا تھا کہ وہاں پر مستقل قیام کریں گے تو علامہ اقبال round table conference کے ان کی منت سماجت کر کے ان کو واپس لائے تھے۔ ایک اور سوال تھا کہ کس قسم کا نظریاتی پاکستان تو میں کہتا ہوں کہ 1882 میں two nation theory آئی اور فرخ جدون صاحب نے کہا کہ قائد اعظم ہندوؤں کی جماعت میں شامل ہو گئے تھے تو وہ صرف ہندوؤں کی جماعت نہیں تھی کیونکہ وہاں پر بہت سے مسلمان بھی تھے اور یہ 1885 میں بنی تھی۔ اگر قائد اعظم نے Congress join کی تو اس وقت مسلم لیگ اتنی طاقتور نہیں تھی، اس لیے انہوں نے کانگریس کے ساتھ مل کر کام کرنے میں بہتری سمجھی لیکن جب انہوں نے دیکھا کہ مسلمانوں کے مفادات پر ضرب پڑ رہی ہے تو انہوں نے کانگریس کو چھوڑ کر مسلم لیگ join کر لی۔

یہاں پر زبان کی بھی بات کی گئی لیکن یہ نہ زبان کی بات تھی اور نہ خطے کی بات تھی کیونکہ بہت سے لوگ سمجھتے ہیں کہ two nation theory زبان یا کلچر کی بنیاد پر تھی، ایک بھائی نے بنگلہ دیش کی بھی بات کی کہ وہ الگ ہو گیا تو ان کے کہنے کا مطلب یہ تھا کہ two nation theory تو ختم ہو گئی کیونکہ مسلمان آپس میں لڑے تو یہ دو قومی نظریہ کی بنیاد زبان نہیں بلکہ لا الہ اللہ لا تھا۔ اسلام میں سلمان فارسی بھی بلال حبشی بھی تھے مختلف قوموں کے لوگ تھے مگر

ایک جھنڈے کے نیچے اکٹھے تھے۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ پاکستان ایک اسلام مملکت بنا تھا اور قائد اعظم نے اس کو مسلمانوں کی سیاسی طاقت کے لیے بنایا تھا کیوں‌کہ برصغیر میں ہمارے پاس سیاسی طاقت نہیں تھی اور کچھ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم نے اس کو ایک محل وقوع کے لیے بنایا تھا، قطعی نہیں، قائد اعظم کی پہلی ترجیح ایک سیاسی طاقت تھی۔ انہوں نے یہ نہیں سوچا تھا کہ پاکستان بہت بڑی مملکت ہو، ان کی ہمیشہ یہ سوچ رہی کہ مسلمانوں کے پاس سیاسی طاقت ہو اور تب ہی ہو سکتی ہے جب مسلمان چودہ سو سال پہلے دیے ہوئے دین پر عمل کریں گے لہذا اس بحث میں نہیں پڑنا چاہیے۔ جو دوست چاہ رہے ہیں کہ پاکستان کو سیکولر ہونا چاہیے تو میں ان سے درخواست کروں گا کہ اس بحث کو آگے نہ بڑھائیں۔ ہمارے آباو اجداد کی قربانیوں کے طفیل اسلام کے نام پر یہ ملک بنایا گیا تھا اور اس میں صرف اسلام کا قانون چلے گا۔ جو چیز اسلام میں منع ہے وہ نہ ہو گی اور نہ ہی ہم ہونے دیں گے۔ بحثیت پاکستانی میں یہ تہیہ کرتا ہوں کہ ہم مر تو سکتے ہیں لیکن اسلام کے خلاف بننے والے ہر قانون کی مخالفت کریں گے کیونکہ قائد اعظم نے یہ ملک مسلمانوں کے لیے بنایا تھا۔ شکریہ۔

Madam Deputy Speaker: Thank you. Honourable Sherafgan.

جناب شیرافگن: میڈم سپیکر! بہت شکریہ۔ حکومت کی طرف سے یہ بات آئی کہ ہمیں کیوں اس کے origin کی طرف جانا چاہیے اور کیوں اس کو discuss کرنا چاہیے تو میرے خیال میں آج کے دور میں یہ ضروری ہے کہ کوئی بھی problem understand کرنے کے لیے ہم اس کے origin کی طرف جائیں اور میرے جن دوستوں نے یہ حوالے دیے کہ قائد نے پوچھنے پر یہ کہا اور وہ کہا تو انہوں نے اپنے آخری address میں یہ کہا تھا کہ Pakistan will be a nation in which Christians will sees to be Christians, Muslims will sees to Muslims, Hindus will sees as Hindus but in the political sense. اگر وہ یہ نہ چاہتے تو پاکستان میں پہلے دن سے ہی شریعی قوانین لاگو ہوتے لیکن انہوں نے democratic system چنا اور چونکہ لوگوں نے اس کو manipulate کیا اور ہمارے constitution and laws مسخ ہو کر رہ گئے۔ ہمارے آئین میں Islamic laws under certain laws ہیں اگر وہ اسلامی ہیں تو کیا باقی غیر اسلامی ہیں؟ اگر آپ ایک clause لکھ کر یہ

کہہ دیتے ہیں کہ sovereignty belongs to Allah تو جن کے آئین پر یہ نہیں لکھا ہوا تو کیا وہاں Allah is not sovereign? He is sovereign. یہ debate اس لیے بھی کرنا ضروری ہے کہ حال ہی میں گوجرہ کا واقعہ ہوا ہے اور کسی کو بھی قتل کرنے کا یہ آسان طریقہ ہے کہ آپ اس پر blasphemy کا الزام لگا دیں۔ مطلب یہ کہ investigate کیے بغیر authorities will refuse to put you in court once someone blame someone of blasphemy. کل شیخوپورہ میں یہ واقعہ ہوا ہے کہ وہاں پر ایک مل کے مالک کو قتل کر دیا گیا ہے تو ہمیں اپنے آئین کو review کرنا پڑے گا کہ یہ problem کیوں ہو رہا ہے۔ ہمیں tolerance کا عنصر لانا چاہیے اور democratic system میں world over irrespective of religion, somebody can be a member of parliament, somebody can be head of the state. ہم نے اپنے آئین میں یہ لکھا ہوا ہے کہ a non Muslim can not be a head of state. یہ پھر کس طرح سے democratic system of government کس طرح سے ہے؟ آپ UK میں دیکھیں کہ وہاں پر Pakistani origin are MPs اور ہمارا جو delegationوہاں گیا تھا، وہ ان سے ملے تھے۔ اس لیے یہ ضروری ہے کہ ہم history revisit کریں اور ایک conclusion draw کریں کہ قائد کا visionکیا تھا۔ If he wanted an Islamic state, which I think he did not کیونکہ یہ ان کی آخری speech سے ثابت ہوتا ہے۔ If he wanted an Islamic state, then there will be sharia law, if he did not want this then it will be a secular stat. Hoch poch نہیں ہونا چاہیے جس کی وجہ سے we have suffered so long. Thank you very much.

Madam Deputy Speaker: Mr. Abdullah Zaidi, you have the floor first to clarify questions or any thing and then Zameer, Farrukh Jadoon.

جناب عبداللہ زیدی: بہت شکریہ میڈم سپیکر۔ مجھے افسوس یہ ہے کہ میری قرارداد کو سازشی کہا گیا، میں نے پہلے ہی کہا تھا کہ اس کا کوئی خاص نتیجہ نہیں ہے، میں نے اس debate کو trigger کر رہا ہوں جو آپ کی سوسائٹی میں پہلے سے موجود ہے۔ اگر کوئی دل پر ہاتھ رکھ کر یہ بتا دے کہ ایسا نہیں ہے تو میں اپنی قراداد واپس لے لوں گا۔ یہ debate سوسائٹی میں on going ہے، نہ ختم ہونے والی ہے۔ جدون صاحب نے بہت سی مثالیں دیں، یہ کافی پڑھے لکھے آدمی ہیں اور جانتے ہیں کہ قائد اعظم نے اپنے secular ideas کو کس حد تک

revoke کیا تھا، جب ایک بار بنگلہ دیش میں نماز پڑھنے گئے تو اپنے ساتھیوں سے کہنے لگے کہ I hope you know when to go half down, when to go full down because I know. دوسری بات یہ ہے کہ پاکستان سے باہر قائد اعظم کے بارے میں جتنی بھی کتابیں لکھی گئی ہیں، ان کو دیکھ لیں، ان کی personality کے بارے میں جو باتیں لکھی گئیں، میں floor پر نہیں کہہ سکتا کیونکہ وہ زیب نہیں دیتیں لیکن academies ہیں اور authentic لوگ لکھتے ہیں، سب جھوٹ نہیں لکھتے۔ Quaid-e-Azam dead after an year, his theory did not evolve. ہمیں جو پاکستان اس وقت ملا ہے وہ leaguers کا پاکستان ملا ہے، وہ کون ہیں؟ مسلم لیگی کھوٹے سکے ہیں، یہ وہی لیگی ہیں کہ جب ایوب خان نے two units بنائے تو ایک رات میں ڈاکٹر خان کو اعتماد کا ووٹ ملا کیونکہ سو لیگی بک گئے تھے۔ مسلم لیگ پر یہ ذمہ داری جاتی ہے کہ objective resolution میں جو rightist faction کی entry ہوئی، خواجہ ناظم الدین، فضل الحق، سہروردی بہت بڑے نام ہیں اور جس طرح سے یہ لوگ لڑتے تھے they responsibility lies on their shoulders. یہ کمزور تھے، ان کو direction نہیں دے پائے، this why we are debating it کہ ہمیں direction کی بے پناہ ضرورت ہے۔ یہ کوئی سازشی resolution نہیں ہے بلکہ ایک serious debate ہے۔ بہت شکریہ۔

Madam Deputy Speaker: Thank you. Honourable Zameer Malik.

جناب ضمیر احمد ملک: محترمہ سپیکر صاحبہ! کچھ بے ہودہ قسم کے الفاظ استعمال کیے گیے ہیں ان کو expunge کیا جائے اور عبداللہ بھائی نے لیڈروں کے بارے میں جس قسم کی زبان استعمال کی ہے، اس کو بھی expunge کیا جائے۔ میں ذرا تاریخ درست کر دوں کہ ایوب خان کے دور میں اسمبلی exist ہی نہیں کرتی تھی، بنیادی جمہوری نظام کے تحت اگر کسی نے کیا تو وہ عوام کے نمائندے نہیں تھے۔ اگر ڈاکٹر خان یا کوئی بھی بکا تو اس وقت اسمبلی ہی نہیں تھی، اس طرف بھی توجہ دی جائے اور جس طرح شیر افگن بھائی نے کہا کہ ہمارا آئین کہتا ہے کہ ہمارا لیڈر ہمیشہ مسلمان ہونا چاہیے تو میں یہ کہتا ہوں کہ یہ آئین اکثریت نے پاس کیا ہے اور پاکستان میں جس نظام کی بات کی جاتی ہے تو پاکستان میں آپ کو اقلیت سے نہ کوئی بندہ ملے گا کیونکہ اکثریت اپنے نمائندوں کو ووٹ دے گی تو اقلیت والے بندے

کہاں سے آئیں گے۔ اس نظام پر بلا وجہ تنقید نہ کی جائے، یہ اکثریت کا پاس کردہ نظام ہے اور آپ اس کی respectکریں۔ شکریہ۔

Madam Deputy Speaker: Thank you. Honourable Farrukh Jadoon.

جناب فرخ جدون: میں صرف ایک نکتے پر بات کروں گا کیونکہ بار بار کہا جا رہا ہے کہ جب بنگلہ دیش بنا اور ہماری two nation theory خلیج بنگال میں بہہ گئی۔ یہ بالکل نہیں بہی کیونکہ یہ اس وقت ہوتا جب بنگلہ دیش ٹوٹ کر انڈیا کے ساتھ مل جاتا۔ دوسرا اسلام کو بحثیت دین دیکھیں، مذہب کے طور پر نہ دیکھیں کیونکہ مذہب اور دین میں فرق ہے۔ اگر آپ مطالعہ کریں تو دین مکمل ضابطہ حیات ہوتا ہے، اس میں سیاست، تعلیم وغیرہ ہیں آپ ان کو الگ نہیں کر سکتے۔ اگر کریں گے تو دین کی بنیادی روح مسخ ہو جائے گی۔ یہ تو آپ کہیں کہ ہم اس دین کو نہیں مانتے اور یا اپنے آپ کو دوسری طرف لے جائیں۔ شکریہ۔

Madam Deputy Speaker: Thank you. Honourbale Taimoor.

Mr. Taimoor Skinder: Thank you madam speaker. I will just like to bring in light one point. The resolution says “ the House may discuss two nations theory and the ideological base of Pakistan”.

but I am very sad to say that Mr. یہ عبداللہ زیدی نے move کی ہے Abdullah Zaidi constantly criticizing the Islamic views of Quaid Azam اگر انہیں جناح صاحب کو ہی criticize کرنا تھا تو ان کو پاکستان کا لفظ ہٹا کر Mr. Jinnah کر دینا چاہیے۔ Whether he knew how to say a namaz or whether he did not, that is his personal views and you have no right at all whatsoever kind to criticize a man for his views. Thank you very much.

Madam Deputy Speaker: Thank you. Honourable Sherafgan.

جناب شیرافگن: شکریہ میڈم سپیکر۔ میں یہ کہنا چاہوں گا کہ جو اسلام کے components ہی وہ بتائیں کہ آپ یہاں پر کون سا نظام چاہتے ہیں، شیعہ اسلام، سنی اسلام، وہابی اسلام اور بریلوی اسلام، کس کی interpretation چاہتے ہیں؟ دوسری بات انہوں نے اکثریت کی کی

ہے۔ اس ملک میں جتنے مسائل ہیں وہ اس لیے ہیں کیونکہ اکثریت، اقلیتوں کے views discuss نہیں کرتی۔ بنگلہ دیش اس لیے الگ ہوا۔ ابھی عیسائیوں کے خلاف گوجرہ کا واقعہ اسی لیے ہوا ہے کیونکہ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ چونکہ ہم اکثریت میں ہیں تو we can ignore the rights of minority.

I do not agree with this one.

(Different voices of Point of Order)

میڈم ڈپٹی سپیکر: تیمور صاحب، آپ تشریف رکھیں۔ عبداللہ زیدی صاحب

we will be running out of time, if we get time for this resolution, I have two more speakers and then we can you a chance. Honourable Usman Choudhry.

جناب عثمان چوہدری: بہت شکریہ۔ اگر آج 05th August 1947 ہوتا اور میں اس تحریک پاکستان کا حصہ ہوتا اور کسی time machine کے ذریعے اس قسم کے resolution اپنی youth میں circulate ہوتے دیکھتا تو میں بہت confuse ہو جاتا کہ am I doing the right thing? Two nation theory substantially complete ہو چکی جب آپ نے independent country لے لیا۔ اس کے بعد اس پر باسٹھ سال بعد بحث کرنا اور اس کے pros and cons کو lime light میں لا کر ایسی شخصیت جس کو father of the nation بھی کہا جاتا ہے، ان کے بارے میں مختلف باتیں کرنا it is very shameful. ہمیں یہ ماننا ہو گا کہ اس قسم کی conclusion تک ہمیں through media and through different school of کیا گیا۔ ایک polices being implemented in our youth, drag thought یہ بھی ہے کہ تحریک پاکستان کے major key players or members کے ساتھ نواب، سردار یا خان لگتا تھا، وہاں پر آج تک کوئی عام آدمی highlight نہیں ہوا۔ باتیں بہت ہو سکتی ہیں لیکن ہمیں یہ سوچنا ہو گا کہ آج ہمیں two nation theory کا problem نہیں ہے، آج ہمیں multi nation theory کا problem ہو چکا ہے۔ یہاں پر ہم پنجابی، سندھی، بلوچی اور سرحدی میں بٹ چکے ہیں اور ہمیں اس theory کے through drag کیا جا رہا اس disintegration کی طرف جس کے بعد نہ تو یہ two nation theory رہنی ہے اور نہ ہمارا جو تشخص آج ہے، وہ رہنا ہے۔ گوجرہ کے واقعے کا ذکر ہوا تو اس سے related بات کہنا چاہوں گا کہ پاکستان تو اسلامی یا ہندو state نہیں بنا، وہ تو secular state بنا۔ اگر compare کیا جائے تووہاں پر کتنے ہی ایسے واقعات ہیں

جن میں عیسائی، سکھ اور مسلمانوں کو نشانہ بنایا گیا۔ کیا وہ سیکولر سوچ کامیاب ہو سکی as compared to that Islamic سوچ جو پاکستانی معاشرے میں inculcate کی گئی اس وجہ سے ایسے واقعات بہت کم ہوئے اور کیا ایک شخص ثواب کے لیے اپنا چہرہ ڈھانپ کر کسی blasphemy کے culprit کو مارے گا یا اس کو face کرے گا، ہمارے پاس ماضی کے بہت سے کردار ہیں جنہوں نے ایسا کیا اور انہوں نے اپنی punishment کو in the court face کیا کہ ہاں میں نے ایسا کیا۔ اگر کوئی اپنا چہرہ ڈھانپ کر آئے تو ہمیں سوچنا ہو گا کہ یہ اسی طرح کی کوئی سازش ہو سکتی ہے جس طرح insurgence, infiltration ہمارے سوات میں ہوئی اور ہمیں non Pakistanis کی dead bodies وہاں سے ملیں۔ ہمیں اس وقت multi nation theory سے بچنے کی فکر کرنی ہو گی rather than two nation theory. Thank you.

Madam Deputy Speaker: Thank you. Before I move on to the next speaker, I would request you that we have an other resolution on violence in Gojra. So, we can have a detail discussion in the next resolution. Mr. Esam Rehmani.

Mr. Esam Rehmani: Thank you honourable deputy speaker.

مسلمانوں کی انڈیا پر حکومت کرنے کی چار سو سال سے زیادہ کی تاریخ ہے۔ انڈیا میں آج بھی اگر دیکھیں تو وہاں پر چوٹی کے اداکار اور اداکارائیں، صدور، سائنسدان سب مسلمان ہیں مگر پھر بھی we do not live to chose like them ہم لوگ اس طرح سے نہیں رہنا چاہتے کیونکہ شاید وہ نام کے مسلمان رہ گئے ہیں۔ وہاں جب آپ کسی مسلمان گھر میں جاتے ہیں تو اکثریت آپ کو نمستے کر کے سلام کرتے ہیں بہ نسبت اسلام علیکم کے۔ پاکستان کی اہمیت یہ تھی کہ it took us more than 400 years to realize that we do not want to live together and we can not live together. So the two nation theory stands and it is appropriate. میں یہاں پر اس بارے میں بھی بات کروں گا کہ بریلوی، وہابی، سنی، شیعہ کون سا اسلام follow کرنا چاہیے تو جس طرح فرخ جدون صاحب نے بات کی میں بھی کہوں گا کہ Islam is not a religion. Religion is just one part of it. Islam is a complete system. ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔ اس کا political, economical, social, cultural systems ہیں۔ ہمارے جو فقے ہیں جن پر ہمارے صرف religious

کرتے ہیں مگر باقی اسلام ہمیں اگر اچھا انسان بننے کے aspects differ لیے کہتا ہے تو وہ تو سب جگہ ایک ہے۔ How to behave with your neighbours then I think that Islam talks about creating a better human being and the two nation theory stands and there is less ہمارے ہاں religious extremism here in Pakistan than there in India. کوئی بھی وزیر مذہب کی بنیاد پر Hinduism, Christianity کو برا بھلا کہہ کر ووٹ نہیں لیتا مگر وہاں پر یہ ہوتا ہے تو the two nation theory stands. ہم لوگ ایسے ملک میں نہیں رہنا چاہتے جہاں پر minorities کی بنیاد پر الیکشن جیتے جائیں اور religious extremism کو disrespect کیا جائے۔ Pakistan's creation has a significant importance and we love our country.

Thank you.

Madam Deputy Speaker: Thank you. I would request the honourable youth Prime Minister to make a brief statement about this resolution.

جناب وزیر اعظم: شکریہ میڈم سپیکر۔ یہاں پر پاکستان کی ideology پر مختلف لوگوں نے بہت diversion قسم کے point of views کا اظہار کیا ہے۔ میڈم سپیکر! دنیا کے مختلف ممالک میں چاہے آپ انڈیا، امریکہ یا انگلنڈ کو لیں، ہر ملک میں system change کرنے کی بات ہوتی ہے۔ انڈیا میں جتنی ریاستیں ہیں، وہاں پر کوئی نہ کوئی ایسی تحریک مل جائے گی جو یہ کہے گی کہ انڈیا کا سسٹم صحیح نہیں ہے اور اس کو overhaul کر کے ایک نیا system implement کرنا چاہیے۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے ان کی اس بات کو ان کی قومی اسمبلی میں debate کرنا شروع کر دیا جائے یا اس پر national level پر debate شروع ہو جائے، ایسا کبھی نہیں ہوتا۔ میڈم سپیکر! ہمیں یہ بات بھی realize کرنی پڑے گی کہ ہمارے سسٹم میں کچھ مسائل ہیں، کچھ loop holes ایسے ہی کہ چند لوگ اسلام کا یا کسی قسم کا نام لیں، اس سے مسائل پیدا ہو رہے ہیں اور ان مسائل کو deal کرنا پڑے گا۔ جب مسائل موجود رہیں گے اور آپ الزام لگاتے ہیں تو اپنے آئین پر لگاتے ہیں تو یہ بھی تسلیم کرنا پڑے گا کہ واقعی مسائل ہیں۔ اقلیتوں کے مسئلے کو بھی حل کرنا پڑے گا لیکن اس کے ساتھ یہ بھی خیال کرنا پڑے گا کہ کسی بھی ملک میں نظام وہی ہوتا ہے جو وہاں کی اکثریت چاہے۔ ہم اکثریت کو مد نظر رکھتے ہوئے اقلیتوں کے ساتھ بہت اچھا برتاو کریں گے۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ پاکستان کے system میں loop holes ہیں۔

religious minorities, ethnic minorities جن کی وجہ سے آپ کسی بھی social class یا کسی بھی کے ساتھ ناانصافی کر کے justice system سے بچ سکتے ہیں اور یہی بات نشاط کاظمی نے سوات کے معاملے پر کی کہ وہاں پر justice system موجود نہیں ہے۔ اس لیے آپ کو پاکستان میں اقلیتوں کا خیال کرنا پڑے گا، justice system کو مضبوط کرنا پڑے گا، loop holes ختم کر کے minorities کو ان کے حقوق دینے پڑیں گے اور تب ہی ہم پاکستان کے عوام کے مسائل کو حل کر سکیں گے۔

Madam Deputy Speaker: Thank you. The last item on the agenda is a resolution by Nishat ul Hassan Kazmi and Mr. Mohsin Saeed. Please move the resolution.

Mr. Mohsin Saeed: Thank Madam Speaker. "This House strongly condemn the recent violence in Gojra and ask the government to highlight the facts in personalities behind this tragic incident".

محترمہ سپیکر صاحبہ!یہ انتہائی المیہ ہے جو گوجرہ میں ہوا ہے کہ ہماری مسیح برادری کو بہت نقصان پہنچایا گیا ہے۔ انہیں anti Muslim ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور unfortunately blasphemy laws کا سہارا لیا گیا ہے۔ واقعہ یہ ہوا جو کہ ابھی ثابت نہیں ہوا کہ ایک طالبعلم نے کچھ قرآنی آیات کی بے حرمتی کی اور ایک گروہ اکٹھا ہو گیا اور مسلمان جو گوجرہ میں اکثریت میں تھے، انہوں ان پر حملہ کیا اور خون خرابہ کرنے کے علاوہ مسیح برادری کی بہت سی property destroy کی۔ ابھی تک کوئی appropriate action نہیں ہوا سوائے صوبے کے وزیر قانون کے جو وہاں رہ رہے ہیں۔ ہم لوگوں کو as a Muslim majority nation یہ realize کرنا ہو گا کہ ہماری کچھ responsibilities ہیں اور ہمارے ہاں اقلیتوں کو بہت حقوق دیے گئے ہیں اور ان کو برابری کا حق ہے۔ اقلیتوں کے لوگ اس واقعے کے بعد یہ سمجھ رہے ہیں کہ ان کو یہ حق حاصل نہیں ہے۔ میرا خیال ہے کہ ہمیں ان کو یہ بتانا ہو گا کہ وہ اپنے rights exercise کر سکتے ہیں اور یہاں پر رہ سکتے ہیں۔ یہ بھی دیکھنے کی ضرورت ہے کہ blasphemy law کا سہارا لے اگر کسی کی کسی سے دشمنی ہے تو کوئی یہ الزام لگا دے کہ اس نے نبی کریم کے بارے میں کوئی غلط بات کی ہے یا قرآن مجید کی بے حرمتی کی ہے تو اس کو قتل کرا دیا جائے تو I think this is not a fair way. یہ ہم مسلمانوں کے لیے بہت غلط چیز ہو گی۔ اس لیے میں اس Houseسے درخواست کروں گا کہ اس resolution

کو support کریں اور ہم ان violent actions کی proper investigation چاہیں گے اور ہم چاہیے گے کہ ملزمان کو انصاف کے کٹہرے میں لا کر اس کی سزا دی جائے۔ شکریہ۔

Madam Deputy Speaker: Thank you. Honourable Denish Kumar.

جناب دنیش کمار: شکریہ میڈم سپیکر۔ گوجرہ میں جو واقعہ ہوا وہ انتہائی افسوسناک ہے۔ ہم یہاں پر اقلیت میں ہیں اور پاکستان بننے سے پہلے سے رہ رہے ہیں اور پاکستان بننے میں بھی ان عیسائیوں کا اور ہمارا ہاتھ ہے کہ پاکستان بننا چاہیے تھا۔ ایسا نہیں کہ پاکستان بننے میں ہمارا کوئی کردار نہیں ہے۔ ہمیں anti Islam and anti Pakistan کے طور پر پیش کیا جا رہا ہے۔ کیا پاکستان بننے سے پہلے کا یہاں رہنے والا کوئی minority کا بندہ بے حرمتی کر سکتا ہے؟ جو ان پڑھ ہے وہ بھی نہیں کر سکتا کیونکہ ہر مذہب کی respect کرنا ہمیں شروع سے سکھایا گیا ہے۔ ہم کسی کے مذہب کے بارے میں بات بھی نہیں کرتے اور چاہتے ہیں کہ ہر کوئی اپنے مذہب کے مطابق زندگی گزارے اور ہم اپنے مذہب کے مطابق زندگی گزاریں۔

ایسے واقعات کئی مرتبہ ہو چکے ہیں لیکن media پر highlight نہیں ہوئے۔ ہمارے شہر عمر کوٹ میں جب ہم ہولی کا تہوار منا رہے تھے، اس میں ہی اس قسم کا واقعہ ہوا تھا لیکن میڈیا پر نہیں آیا۔ میرے جو دوست سندھ میں رہتے ہیں ان کو پتا ہے۔ ہم لوگ اپنے شہر میں اپنے دروازے بند کر کے بیٹھے ہوئے تھے کیونکہ ہزاروں لوگ وہاں پر تھے۔ ہم لوگ ہولی منا رہے تھے، وہاں پر ہمارے لوگ زیادہ ہیں اور کسی نے کہا کہ وہاں پر محمدﷺ کا نام کسی نے زمین پر لکھا ہے اور یہ پتا ہی نہیں چلا کہ کس نے لکھا ہے اور کس طرح سے یہ سب کچھ ہو گیا۔ ایک بندہ جو وہاں پر popular ہو رہا تھا، وہاں کا local leader ہے، اس کے خلاف یہ سب کچھ ہوا۔ اس کے گھر پر حملہ کیا گیا، پورا شہر بندہو گیا، سب لوگ گھروں میں بند ہو گئے۔ میرا مطلب یہ ہے کہ اکثریت کا ناجائز فائدہ لینا، مسلمان بھی کسی ملک میں اقلیت کے طور پر رہ رہے ہیں، کسی نے بتایا کہ ہمارے ساتھ ایسا سلوک ہو رہا ہے۔ ہر جگہ پر ہوتا ہو گا لیکن اتنا extreme نہیں ہو گا کہ کسی کو جان سے مارا جائے اور زندہ جلا دیا جائے۔

میرے بھائیوں نے کہا کہ اسلام کے نام پر ووٹ نہیں لیے جاتے تو ڈاکٹر ارباب رحیم تھر پارکر سے elect ہوئے تھے اور میرے

سامنے انہوں نے کہا تھا کہ ہندو بھگاو اور تھر پارکر بچاو، یہ سب کچھ کبھی میڈیا پر نہیں آیا، اس لیے آپ کو پتا نہیں ہے لیکن اس قسم کے slogans use ہوتے ہیں۔ یا تو اعلان کر دیا جائے کہ ہم پاکستانی نہیں ہیں اور اگر ہیں، تو ہمیں برابر کے حقوق ملنے چاہییں۔ ہمارے ساتھ 2nd and 3rd class citizens کی طرح برتاو کیا جاتا ہے، میں یہ نہیں کہہ رہا کہ سب لوگ ایسا کرتے ہیں، ایسا نہیں ہے لیکن دیکھیں جب ہمیں مارا جاتا ہے تو وہ کہاں سے اکثریت کہاں سے آ جاتی ہے یعنی ہمارے ساتھ اکثریت صحیح سلوک نہیں کر رہی۔ پڑھے لکھے لوگ جیسے یہاں پر Youth Parliament میں ہیں جو لوگ اسلام کو سمجھتے ہیں اور اس کی صحیح تشریح کرتے ہیں تو وہ وہاں پر جب لوگوں کو مارا جا رہا ہوتا ہے وہاں جا کر اپنا کردار کیوں ادا نہیں کرتے کہ لوگوں کو بتائیں۔ بعد میں یہ تو کہا جاتا ہے کہ برا ہوا، لوگ تو مر گئے اب اس کو کیا ہو گا۔ آپ کو اس وقت جا کر اس کو روکنا چاہیے، اس وقت سب لوگ ایک طرف ہی دکھتے ہیں۔ سب کو اپنا کردار عملی طور پر ادا کرنا چاہیے اور یا پھر کہہ دیا جائے کہ ہم پاکستانی نہیں ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ ہم کو بہت حقوق دیے گئے ہیں لیکن ہم دوسرے درجے کے شہری اس لیے ہیں کہ ہمارے آئین میں لکھا ہوا ہے کہ صدر پینتالیس سال کی عمر کا ہو گا اور he must be a Muslim اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہم لوگ پاکستانی نہیں ہیں اور .we can not be a president ہمارے ساتھ آئینی طور پر ہی یہ سلوک کیا گیا ہے۔ ہم پاکستان کے دشمن نہیں ہیں، پاکستان بننے سے پہلے کی ہندووں اور عیسائیوں کی تاریخ ہے۔ پاکستان سے پہلے پورے سندھ میں ہندو ہی رہتے تھے، کبھی کسی نے بے حرمتی نہیں کی۔ آپ وہاں پر بائبل جلا رہے ہیں، کیا وہ کسی کی کتاب کی بے حرمتی نہیں ہے؟ آپ دودھ میں پانی ملاتے ہیں کیا آپ مسلمان نہیں ہیں۔

میں نے پچھلے مہینے کمیشن کا امتحان دیا ہے، مجھے موبائیل پر فون آیا کہ پچیس لاکھ دو، میں آپ کو DDO revenue کی seat دیتا ہوں، مجھے بتاو کہ آپ اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں۔ رشوت لے اور دے رہے ہیں، ہمارے پاس vision clear نہیں ہے۔ اگر اسلام پر صحیح عمل کیا جائے تو پوری دنیا میں امن آ جائے گا لیکن ہم اپنے فائدے کے لیے اپنی اپنی تشریح کرتے پھر رہے ہیں۔ پھر گروپ بنا کر اور خاص طور پر جو مقامی مولوی ہوتے ہیں وہ فائدے لے رہے ہوتے ہیں۔ میں تو یہ بھی سنتا ہوں کہ آپ MQMکو کیوں support کرتے ہیں؟ تو جہاں

سے ہمیں support ملے گی اور ہمیں پتا ہے کہ ہمارے لیے یہاں پر بہت اچھی environment ہے تو ہم کیوں نہ جائیں۔ ایک طرف ہمیں accept نہیں کیا جا رہا اور دوسری طرف یہ کہا جاتا ہے کہ اس طرف کیوں جا رہے ہو۔ جب آپ accept کریں گے تو جس طرح اقلیتوں نے آزادی کے وقت کام کیا تھا، اب بھی ہم پاکستان کے ساتھ رہنا چاہتے ہیں، ہم آپ کے رحم و کرم پر رہ رہے ہیں کیونکہ ظاہر ہے یہ مسلمانوں کا ملک ہے۔ اس لیے میری درخواست ہے کہ ہم پاکستان میں رہنا چاہتے ہیں، ہم پاکستانی ہیں تو خدارا ہماری security majority کے ہاتھ میں ہے، اس لیے مہربانی کر کے عملی طور پر ایسا کر کے دکھائیں۔ شکریہ۔

Madam Deputy Speaker: Thank you. Honourable Abdullah Khan Laghri.

جناب عبداللہ خان لغاری: شکریہ میڈم سپیکر۔ دنیش صاحب کافی جذبات کا اظہار کر رہے تھے اور ایک لحاظ سے صحیح ہے لیکن کچھ باتیں جو انہوں نے کہیں، وہ حقیقت کی نمائندگی نہیں کرتیں۔ مثلاً اگر گوجرہ کے حوالے سے بات کی جائے تو اس کی جتنی بھی مذمت کی جائے کم ہو گی لیکن اس کی تحقیقات کے حوالے سے ایک چیز کو بڑے غور سے analyze کرنا ہو گا کہ جن لوگوں نے وہاں پر جلاو گھیراو کیا، نقاب پوشوں نے، یہ ایک pattern follow کیا گیا ہے اسی قسم کے واقعے کا جو انڈیا میں گجرات میں ہوا تھا۔ یہ بھی دیکھنا ضروری ہو گا کہ یہ کہنا کہ majority, minority کو دبا رہی ہے، درست نہیں ہو گا اور Prime Minister Sahib and government نے اس حوالے سے مذمت کا اظہار کیا ہے اور انہوں نے بتایا ہے کہ اس حوالے سے تحقیقات کی جائیں گی۔ پنجاب حکومت نے اس سلسلے میں کافی کچھ کیا ہے۔ جس طرح انہوں نے آئین کی بات کی کہ وہ allow نہیں کرتا کہ ان کو صدر بنایا جائے تو ہر ملک میں ایسا نہیں ہوتا کہ ہم مسلمان کو صدر بنا دیں جہاں پر عیسائیوں کی اکثریت ہو۔ شہباز بھٹی صاحب وفاقی وزیر ہیں، اس سے زیادہ میرا نہیں خیال کہ ان کو representation دی جا سکتی ہے اور آئین 1973 سے majority کے تحت prevail کر رہا ہے، یہ آج سے نہیں ہے اور اس وقت کا منظور کردہ ہے۔ یہ کہنا قطعاً غلط نہیں ہو گا کہ اگر اکثریت نے یہ فیصلہ کیا کہ صدر مسلمان ہو تو وہ ہونا چاہیے۔ جہاں تک minorities کی representation کی بات ہے تو parliament, ministerial level تک تو ہے اور وہ وہاں پر موجود ہیں تو یہ ان کی پر depend کرتا ہے کہ وہ

اس کو کس طریقے سے advocate کرتے ہیں۔ ایک واقعے کے تحت یہ کہنا کہ اکثریت ہمیں دبا رہی ہے تو پھر انڈیا کے حالات دیکھیے کہ وہاں پر مسلمانوں کو حکومتی سطح پر لوگوں کو دبایا جاتا ہے اور چیف منسٹر صاحب ان واقعات کے ذمہ دار قرار پاتے ہیں۔ یہاں ایسا نہیں ہے ہمیں دیکھنا ہو گا سازشی عناصر کون ہیں، اس معاملے میں دیکھنا ہو گا کہ آیاRAW, India involve ہیں اور ہم ایک proxy war بھی لڑ رہے ہیں اور اس حوالے سے بھی situation سامنے آ رہی ہے۔ صرف یہ کہنا کہ اکثریت دبا رہی ہے اور مسلمان اپنے آپ کو اس حوالےسے گندا کر رہے ہیں اور مسلمانوں نے سب کو دبایا ہوا ہے تو یہ کہنا غلط ہے اور یہ practically possible نہیں ہے۔ شکریہ۔

Madam Deputy Speaker: Thank you. I would request to all speakers to be brief. Honourable Khalil Tahir.

جناب خلیل طاہر: شکریہ میڈم سپیکر۔ میں گوجرہ کے واقعے کی بھرپور مذمت کرتا ہوں۔ ہمارے اقلیتی بھائی بتا رہے تھے کہ ہمارے ساتھ بہت زیادتیاں ہوتی ہیں۔ میں بتاتا ہوں کہ پاکستان کن حالات سے گزر رہا ہے۔ ہم مسلمان یہاں پر اکثریت میں ہیں، ہم خود محفوظ نہیں ہیں کیونکہ آئے روز ہماری مسجدوں میں دھماکے ہو رہے ہیں۔ اس سے پہلے شیعہ سنی کو لڑایا جاتا تھا، یہ ہمارے وہی دشمن ہیں جو سوات میں کامیاب نہیں ہو سکے۔ وہاں پر ہمارے سوات کے اور پٹھان بھائیوں نے ملک کے لیے قربانیاں دی ہیں، وہ ان کی سازش کا شکار ہو کر ان کے ساتھ نہیں ملے۔ انہوں نےپاکستان کو فوقیت دی ہے اور دیکھا کہ جو پاکستان کے دشمن ہیں، یہ ایک international سازش تھی۔ وہ کامیاب نہیں ہو سکے اور انہوں نے دیکھا کہ ہم تین صوبوں میں ناکام ہو رہے ہیں، آپ بلوچستان میں دیکھیں، کراچی میں دیکھیں، وہاں پر آئے روز فسادات ہوتے رہتے ہیں۔ انہوں نے دیکھا کہ پنجاب ذرا پر امن صوبہ ہے، اس لیے وہاں پر اس قسم کے واقعات ہو رہے ہیں کیونکہ پنجاب میں افراتفری پھیلائیں گے تو اس کی جو picture باہر جائے گی، وہ یہ ہو گی پاکستان میں آئے روز اس قسم کے واقعات ہو رہے ہیں اور یہ ملک ٹوٹنے کی طرف جا رہا ہے۔ یہ پریشان نہ ہوں، یہ ہمارے ملک کا مسئلہ ہے۔ یہ نہ آپ کے ہمدرد ہیں، نہ ہی ہمارے ہیں، یہ ہمیں لڑانا چاہتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ یہ ملک ٹوٹے، یہاں پر کبھی امن قائم نہ ہو سکے۔ ہم عیسائی بھائیوں کے ساتھ ہیں اور میں law enforcing agencies سے یہ request کرتا ہوں کہ وہ اس کی proper

investigation کریں اور جو بھی اس میں involve ہے اس کو سامنے لا کر کڑی سے کڑی سزا دیں۔ شکریہ۔

Madam Deputy Speaker: Thank you. Honourable Gul Bano.

محترمہ گل بانو: شکریہ میڈم سپیکر۔ یہ گوجرہ کا واقعہ قابل مذمت تو ہے ہی اور جو لوگ کسی طریقے سے اس گناہ کے ذمہ دار نہیں تھے جو اب تک confirm نہیں ہو سکا کہ قران پاک کی بے حرمتی کی بھی گئی تھی یا نہیں لیکن معصوم لوگوں کو زندہ جلا دیا گیا، ان کے گھروں کو جلا دیا گیا اور اتنا بڑا واقعہ ہونے کے باوجود اس کی FIR فوراً درج نہیں کی گئی بلکہ کافی دنوں کے بعد پولیس نے یہ FIR درج کی۔ اس سے حکومت کی کمزوری بھی سامنے آتی ہے کہ اس نے اس واقعے کو بہت lightly لیا جس کی وجہ سے یہ aggression بڑھتا گیا اور گوجرہ کے ایک خاندان سے نکل کر گوجرہ میں جہاں بھی عیسائی برادری موجود تھی، ان تمام علاقوں تک یہ پہنچ گئی۔ اگر ہم ان چیزوں کو light لیں گے تو ہمیں یاد رکھنا چاہیے کہ پاکستان میں صرف عیسائی برادری نہیں ہے بلکہ سکھ، ہندو اور دوسری اقلیتیں بھی موجود ہیں۔ اگر اس قسم کے واقعات شروع ہو گئے اور حکومت نے leniency دکھانا شروع کی تو اللہ نہ کرئے شاید پاکستان کے حالات جو ہم ابھی تک سوات میں ہی نہیں سدھار پا رہے اور یہ اقلیتوں کے مسائل بھی اگر شروع ہو گئے تو بہت نقصان کا باعث ہوں گے۔ شکریہ۔

Madam Deputy Speaker: Thank you. Honourable Ansar Hussain.

Mr. Ansar Hussain: Thank you Madam Speaker. Much has been said on the issue. I would like to make concluding remarks.

ملک کو جس عفریت کا سامنا ہے، ہم سب اس سے واقف ہیں۔ پہلے ہی بہت زیادہ بے چینی اور لوگوں میں بہت انتشار ہے۔ ایسے حالات میں گوجرہ جیسے واقعے کا ہونا بہت تشویشناک ہے اور اس کی ہم جتنے بھی سخت الفاظ میں مذمت کریں، کم ہے۔ وہاں پر اگر کوئی blasphemy کا کوئی واقعہ ہوا بھی ہے تو the state is there to bring such persons to the dock and to the justice. اس لیے لوگوں کو اس طرح کی retaliation کو avoid کرنا چاہیے کیونکہ ایسی غلطی دو communities کے درمیان جنگ کا باعث بن سکتی ہے۔ ہم نے حال ہی میں ان دہشت

گردوں سے جنہوں نے پورے ملک کو یرغمال بنایا ہوا تھا، نجات حاصل کی ہے تو ہمیں چاہیے کہ ہم ان چیزوں کو avoid کریں۔ In the end, I would like to request the government on behalf of this youth parliament to take every possible steps to bring the perpetrators to justice. Thank you.

Madam Deputy Speaker: Thank you. Honourable Esam Rehmani:

جناب ایصام رحمانی: شکریہ میڈم سپیکر۔ سب سے پہلے گوجرہ کے واقعے کی جس طرح سب نے condemn کیا ہے، میں بھی کرتا ہوں اور ایسا نہیں ہونا چاہیے تھا۔ Reason behind that was that it was reported that some people abuse the Quran. یہ جو اتنا media hype create کیا گیا، اس میں یہ بھی ہونا چاہیے تھا کہ تحقیق کی جاتی کہ ایسا ہوا بھی تھا یا نہیں۔ اگر تو قران کی توہین کی گئی ہے تو وہ بھی سامنے آنی چاہیے اور یہ کہ سزا کیا ہونی چاہیے یعنی جس بندے نے قرآن کے بارے میں کچھ کہا جس طرح نبی کے بارے میں کوئی کچھ کہتا ہے، اسی طرح سے قرآن کے بارے میں بھی کہے تو اس کی سزا کیا ہے اگر یہاں پر کوئی اس حوالے سے بتائے گا تو بہت اچھا ہو گا۔ اگر سزا دینی ہوتی تو اس punishment کو minority دینے کا کون responsible تھا۔ اس وقت minorities کس طرح سے react کرتیں۔ میں یہ بتا دوں کہ گوجرہ south Punjab میں آتا ہے اور وہاں کے interior minister نے ایک مہینے پہلے کہا تھا کہ there is menace of terror that has now moved from the north region to the southern part of Punjab. اس قسم کے incident کے بارے میں information ایک ماہ پہلے دی گئی تھی۔ Yesterday the factory that was burned in Muridkey جہاں پر قرآن کی بے حرمتی کی گئی تھی اور مریدکے کا historical background یہ ہے کہ یہاں وہ لوگ رہتے ہیں who fought in Kashmir تو اس کی یہ significant importance ہے۔ میرے خیال میں یہ ایک اور سوات کے لیے ground بنانا چاہ رہے ہیں۔ میں اور کوئی بھی member of the green party and youth parliament برداشت نہیں کر پائے گی کہ if this becomes a basis of making amendments in the Khatim-e-Naboowat Bill. میں آپ کو یہ بتاوں یہ سارے واقعات ایک ترتیب سے ہو رہے ہیں کیونکہ they want to make amendment in this Bill. ہمیں اپنے platform سے اس چیز کو re-emphasize کرنا چاہیے اور with the permission of the Prime Minister ایک

resolution لانی چاہیے کہ اس ختم نبوت کے Bill کو ہاتھ نہ لگایا جائے۔ یہ بات اس Youth Parliament کے platform سے جانی چاہیے۔ شکریہ۔

Madam Deputy Speaker: Thank you.

Mr. Allah Ditta Javaid: Madam! Point of clarification.

محترمہ ڈپٹی سپیکر: جی اللہ دتہ جاوید صاحب۔

جناب اللہ دتہ جاوید: میں ایصام رحمانی صاحب کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ گوجرہ southern Punjab میں نہیں northern Punjab میں آتا ہے اور یہ فیصل آباد ڈویژن میں ہے۔

Madam Deputy Speaker: Honourable Zameer Ahmed Malik.

جناب ضمیر احمد ملک: شکریہ جناب میڈم۔ سب سے پہلے تو میں اس واقعے کی مذمت کرتا ہوں اور یہ پوچھتا ہوں کہ مسلم لیگ کی good governess کہاں تھی کہ سات گھنٹے تک فائرنگ ہوتی رہی۔ ان کے law and order والے کہاں تھے؟ وہاں پر کوئی عہدے دار ابھی تک معطل نہیں ہوا کہ ساتھ گھنٹے تک آپ لوگ کہاں تھے۔ جس طرح میرے دوست نے باتیں کی کہ شاید minorities کے حقوق شاید سلب ہو رہے ہیں تو رانا بھگوان داس بھی اقلیت سے تعلق رکھنے والے کہاں بیٹھے ہوئے ہیں، شہباز بھٹی ہیں اور مٹھی سے حالیہ الیکشن میں پیپلز پارٹی نے سینیٹر elect کرا کر وہاں بھجوا دیا، پہلے وہاں پر سندھ کے mines کے وزیر تھے۔ ہم یہ کہہ رہے ہیں کہ جو واقعات ہو رہے ہیں ہم ان کی پرزور مذمت کرتے ہیں لیکن آپ کے ذہن میں یہ کیوں ہے کہ یہ مسلمان کر رہے ہیں۔ اگر مسلمان کر رہے ہیں تو قائد اعظم نے پاکستان بننے کے بعد مسلم لیگ کا جو پہلا اجلاس بلایا تو H.G.A. Mundal کو کہا کہ اس اجلاس کی صدارت کریں اور انہوں نے صدارت کی۔ آپ اس طرح portray کر رہے ہیں کہ اقلیتوں کے ساتھ بہت خراب سلوک ہو رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ان سے DDO revenue کے لیے پچیس لاکھ روپے مانگے گئے تو کیا ان کو معلوم تھا کہ آپ کا تعلق اقلیت سے ہے اور اقلیتوں کے لیے تو ملازمتوں میں اس حکومت نے کوٹہ بڑھا دیا ہے۔

آخر میں یہ کہوں گا کہ جس نے ان سے پچیس لاکھ مانگے ہوئے ہیں، ہماری اپوزیشن میں مری صاحب بیٹھے ہوئے ہیں، ان کی ہمشیرہ وہاں پر information minister ہیں اور میرا بھی student wing

سے تعلق ہے، میں اس platform سے کہتا ہوں کہ اگر کسی نے آپ سے پچیس لاکھ مانگے ہیں تو آپ آ کر ہمیں وہ بندہ دکھائیں تو ہم اس کو کیفر کردار تک پہچائیں گے۔ اس platform پر ان کو یہ بات نہیں کرنی چاہیے تھی، ہو سکتا ہے ان کے کسی دوست نے ان کو فون کر دیا ہو اور انہوں نے پورے سندھ کو بدنام کر دیا ہے۔ براہ مہربانی یہ ہم سے ملیں اور اگر کسی نے پچیس لاکھ مانگے ہیں تو ہم سیاست چھوڑ دیں گے یا اس کو نوکری چھوڑنی پڑے گی۔ شکریہ۔

Madam Deputy Speaker: Thank you. Honourable Mohsin Saeed.

جناب محسن سعید: میڈم سپیکر! شکریہ۔ سپریم کورٹ سے جو خوشخبری آئی تھی، اس کے فوراً سانحہ گوجرہ نے باور کرایا کہ ابھی جشن مسرت نہیں آیا اور اس مسئلے سے لاتعلقی کا اظہار نہیں کر سکتے، ہم پاوں پسار کر سو نہیں سکتے۔ اقلیتیں ہمارے پاس اللہ اور اس کے رسول کی امانت ہیں بلکہ قائد اعظم کی بھی امانت ہیں، ہم نے اس امانت میں خیانت کی ہے۔ جناب! بھارت اور مغرب کو تو مورد الزام ٹھہراتے ہیں کہ وہاں پر اقلیتوں کے ساتھ اچھا سلوک نہیں ہو رہا تو میرے خیال میں اب وقت آ گیا ہے کہ ہم بھی آئنیے میں دیکھیں کہ ہم کہاں پر ہیں۔ جناب سپیکر صاحبہ! اقلیتوں کے حوالے سے پاکستان کا ریکارڈ اچھا ہے لیکن چند لوگوں نے قرآن کی بے حرمتی کے نام پر جو فساد برپا کیا ہے، اس سے ہم سب کے دل دہل کر رہ گئے ہیں اور یہ احساس شدت سے ابھرا ہے کہ یہ سلگنے والی چنگاری کسی بھی وقت شعلہ بن سکتی ہے۔ اگر یہ سانحہ ایک چھوٹے شہر میں پیش آیا ہے تو کل کلاں بڑے شہروں میں بھی ہو سکتا ہے جیسا کہ معزز قائد اختلاف نے کہا کہ یہ ایک طرح کی سازش ہے کہ توہین رسالت قوانین میں amendment کی جا سکے۔ ہم اس کی مذمت کرتے ہیں، اس سے پاکستان کی عالمی سطح پر بدنامی ہوئی ہے۔ پیشتر اس کے کہ یہ رجحان شدت اختیار کرے ملک کے مختلف علماء، مشائخ، دانشوروں اور پاکستان کی ساری civil society کو چاہیے اور یہ اس کا فرض ہے کہ ہمارے اس ملک میں ہر سطح پر اتحاد و یکجہتی اور ہم آہنگی کی فضا پیدا کی جائے اور اس جذبے کو فروغ دیا جائے اور اس سلسلے میں موثر، نتیجہ خیز عملی کوششوں کا آغاز کیا جائے۔ ایسا نہ ہو کہ مختلف مذاہب کے درمیان اس قسم کے واقعات سے ہمارا ملی اور قومی شیرازہ بکھر جائے۔ شکریہ۔

Madam Deputy Speaker: Thank you. Honourable Maria Ishaq.

Ms. Maria Ishaq: Thank you Madam Speaker. I will just make a very brief point.
بار بار یہ بات کی جا رہی ہے کہ head of state مسلمان ہو گا، every
country has its own constitutional rules and regulations. جب یہ بات
ہوتی ہے کہ ہم نے west کی کچھ چیزوں کو adopt کیا ہے تو وہاں کا
بھی rule ہے کہ the throne is only be passed to somebody who is
protestant and not even a Christian who is catholic. اس سے پتا چلتا
ہے کہ they also have their rules and regulations. جو گوجرہ میں ہوا
تھا it was an incident which might have happened few years ago
جس پر پوری دنیا کی نظریں پڑی تھیں جس میں نہ صرف مسلمان،
ہندو بلکہ پارسی، سکھ سب لوگ اس کی لپیٹ میں آ گئے تھے اور اب
اگر پاکستان میں یہ ہوا ہے تو its been very saddening کے جو
مسلمان، ہندو اور عیسائی اتنی دیر سے ایک harmony میں رہتے آ
رہے تھے، اب چھوٹی چھوٹی بات کو لے کر بڑا issue بنایا جا رہا ہے۔
عیسائی اور ہندو کی acquaintance چلتی ہے back from where
missionary schools started working here اور اب تو حال یہ ہے کہ
threat ملتی ہے تو سب سے پہلے جو missionary schools which are
run by nuns all over the country یا جو کالج ہیں، سب سے پہلے ان کو
بند کر دیا جاتا ہے، یہ کہہ کر کہ یہ لوگ anti Islam propaganda کر
رہے ہیں، جب کہ ایسا نہیں ہوتا۔ اتنی چھوٹی چھوٹی باتوں کو اتنا نہیں
بڑھانا چاہیے۔ شکریہ۔

Madam Deputy Speaker: Thank you. Honourable Sherafgan.

جناب شیرافگن: شکریہ میڈم سپیکر۔ میں صرف یہ کہوں گا
کہ اس واقعے کے بارے میں جو کچھ کہا گیا اس میں برداشت کا لفظ
استعمال کیا گیا اور ہمیں برداشت ہی چاہیے۔ وہی برداشت جو حضور □
نے دکھائی جب ان پر روزآنہ ایک عورت کوڑا کرکٹ پھنکا کرتی تھی
اور جب ایک اس نے نہ پھینکا تو آپ □ اس کی طبیعت دریافت کرنے
گئے۔ یہاں انڈیا اور دوسرے ممالک کی مثالیں تو دی گئیں تو کیا اگر
ایک بندہ اپنے منہ پر تھپڑ مارے گا تو آپ بھی ماریں گے؟ جو چیز
غلط ہے وہ غلط ہے۔ ہمیں government officials کو accountable رکھنا

چاہیے جو وہاں پر تھے اور انہوں نے act نہیں کیا۔ We should make an example out of them کہ انہوں نے ایک ایسا واقعہ ہونے دیا جب کہ اس کی اطلاع پیشگی تھی کہ ایسا کچھ ہو سکتا ہے۔ شکریہ۔

Madam Deputy Speaker: Thank you. Before I put the resolution to the House, I will request the Youth Prime Minister to make a statement about this resolution.

جناب وزیر اعظم: شکریہ میڈم سپیکر۔ چند باتیں ہیں کیونکہ یہاں پر اس واقعے کے محل وقوع dynamics ہر چیز پر بحث ہو چکی ہے تو سب سے پہلے میں یہ یقین دلانا چاہتا ہوں کہ توہین رسالت ﷺ کا Bill عوام کے منتخب کردہ نمائندوں کا بنایا ہوا ہے اور وہ اس قسم کے واقعات پر change نہیں ہو گا۔ اس کے ساتھ ہمیں ایک چیز جو نشاط کاظمی صاحب نے بتائی کہ witch hunt کا جو سلسلہ ہے کہ لوگ کسی قانون کی آڑ میں اپنی پرانی دشمنیاں ختم کرتے ہیں، اس کو ختم ہونا چاہیے۔ اس بارے میں جو تجاویز آئی ہیں کہ proper investigation کرنی چاہیے اور اس کے پیچھے کوئی منسٹر یا مقامی land lord ہو یا کسی بھی فرقے اور مذہب سے تعلق رکھتا ہو اس کو قرار واقعی سزا دینا چاہیے تا کہ ایک مثال قائم کی جا سکے۔ ہمارے ملک میں ایک روایت ہے کہ investigations کے لیے کمیٹیاں بنائی جاتی ہیں لیکن کبھی بھی لوگوں کی داد رسی نہیں کی جاتی۔ میڈم سپیکر! ہماری پالیسی ہے کہ اس کی proper investigation کی جائے اور ایک time line set کی جائے اور یقیناً یہ بہت مشکل بات ہو گی کیونکہ ایسے لوگوں کو کبھی نہیں پکڑا گیا تو ان کو پکڑ کر عوام کے سامنے سزا دی جائے تاکہ آئندہ ایسے مسائل کو روکا جا سکے۔ میں House سے درخواست کروں گا کہ اس resolution کو support کریں کیونکہ ہم باقی ملکوں کی بات تو کر سکتے ہیں لیکن ہم نے اپنے ملک کو صحیح رکھنا ہے۔ اس resolution کو support کیا جائے تاکہ ہمارے ملک میں جو مختلف برادریاں ہیں، ان میں inclusiveness کا احساس پیدا ہو۔ شکریہ۔

Madam Deputy Speaker: Thank you. Now I put the resolution to the House. “It has been moved that this House strongly condemns the recent violence in Gojra and ask the government to highlight facts and personalities behind this tragic incident”.

(The resolution is adopted unanimously)

Madam Deputy Speaker: The session is adjourned till 0900 hours tomorrow morning.

[The House was then adjourned to meet again on 06th August at 09:00 a.m.]